پانی کی پاکی وناپاکی کے احکام

سمندر کا پانی ناپاک نہیں ہوتا:

کیا سمندر کے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ چونکہ سمندر میں ہر جانور پانی پیتا ہے، تو وہ پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

سمندر کا پانی پاک ہے۔(۱) جانوروں کے پینے یا کسی اور چیز سے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔(۲)

(آپ کے مسائل اوران کا حل، جلد سوم:۹۸)

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے انسان وحیوانات کو جو نعمتیں دی ہیں ان میں پانی کی نعمت بہت بڑی اور اہم ہے۔ پانی ہی سے زمین کی تمام پیداوار ہے اور اسی پر انسان وحیوانات کی زندگی کی بقا ہے۔ پانی ایک بے رنگ ولطیف اور غذائیت سے بھرپور شئی ہے، جس میں اللہ نے دوسری گندی وناپاک چیزوں کو پاک وصاف کرنے کی صلاحیت بھی رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے:

" وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ " .(سورة الأنفال:۱۱)

اور اتارا تم پر آسمان سے پانی، پاکی حاصل کرنے کو (جو خود پاک اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے والا ہے۔

" وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا ".(سورة الفرقان:۴۸)

''اور اتارا ہم نے آسمان سے پاک پانی'' (جو خود پاک اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے والا ہے)۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے پانی سے وضو وغسل کر کے پاکی حاصل کرنے کا حکم دیتے ہوئے کہا ہے:

" فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ". (سورة المائدة، آیت:۷) پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو۔

اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرنے، نجس چیزوں کو پاک کرنے اور گندی چیزوں کو دھونے اور صاف کرنے کی بار بار تاکید کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہر طرح کا پانی پاک ہے کہ!" الماء طهور لا ينجسه شيء". (أبوداؤد باب ماجاء في بئر بضاعة/نسائی کتاب الطہارۃ)

چاہے وہ پانی چشمہ کا ہو، سمندر کا ہو، بارش کا ہو، کنواں کا ہو، تالاب کا ہو۔

اور چوں کہ قرآن وحدیث میں عام ومطلق پانی سے وضو وغسل کرنے کا حکم ہوا ہے، اس لیے ایسے پانی سے وضو وغسل درست نہیں ہوگا جسے دوسرے نام سے یاد کیا جاتا ہے، جیسے مشروب، عرق کیوڑا، عرق گلاب وغیرہ۔ (طہارت کے احکام ومسائل ص:۶۰، ۶۱، مؤلفہ انیس الرحمٰن قاسمی)

(و) كذا (ماء البحر) الملح لقوله صلى الله عليه وسلم هو الطهور ماء ه و الحل ميتته. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص۲۰، كتاب الطهارة/أيضًا، الهداية: ج۱ ص۳۳ طبع شرکت علمیہ، ملتان/موطا امام مالک: ۲۲/۱، نمبر:۴۱، انیس)

(۲) والماء الجارى إذا وقعت فيه نجاسة جاز به الوضوء إذا لم ير لها أثر لأنها لاتستقر مع جريان الماء والأثر هو الطعم أو الرائحة أو اللون. (الهداية: ۳۶/۱، شرکت علمیہ، ملتان)

گنگا جمنا کا پانی:

سوال: گنگا جمنا کے پانی کو دیگر پانیوں سے کچھ امتیاز حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ان دونوں کے متعلق مجھے علم نہیں کہ کسی حدیث میں کوئی فضیلت آئی ہو۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند، ۱۱/۵/۹۶ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۴/۵)

دریائے جہلم کے پانی کا حکم:

سوال: دریائے جہلم ہمیشہ جاری رہتا ہے، اس دریا کے اندر تمام شہر کی نجاست ڈالی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کا رنگ، بو، مزہ سب کچھ متغیر ہے۔ اس کا پانی استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جس پانی میں نجاست کا طعم، لون، ریح موجود ہے وہ نجس ہے اگر چہ وہ کثیر اور جاری ہو۔(۲)

كذا في الدر المختار. (۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند، ۱۴/۶/۱۴۰۱ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۴/۵)

بارش کا بہتا پانی بارش کے وقت تک پاک ہے:

سوال: بارش کا پانی بوقت بارش سڑکوں کی نالیوں میں ایک گز چوڑائی اور نصف گز کی گہرائی سے گھنٹوں متواتر بہتا ہے جبکہ بارش دو تین گھنٹہ متواتر ہوتی ہے ایسے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) ہندوؤں کا ان پانیوں کے متعلق عقیدہ ہے کہ یہ متبرک ہیں اور یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے، چنانچہ فیروز اللغات میں ہندوؤں کی طرف منسوب کیا گیا ہے، ''گنگا، جمنا'' ہندوؤں کے دو مقدس دریاؤں کے نام ہیں''۔ (فیروز سنز: ص ۱۱۰۹)

(۲) اگر کسی چھوٹی نہر یا نالہ میں کوئی مردار پڑا ہوا ہو اور اس کے اوپر سے تھوڑا پانی بہتا ہو، تو ایسے پانی سے وضو وغسل جائز ہے۔ البتہ اگر اکثر پانی اس سے لگ کر بہتا ہو تو اس کے نیچے کے حصہ میں وضو جائز نہیں وہ پانی نجس ہے۔ اسی طرح جانور اگر پھٹ کر ریزہ ہو جائے تو ایسا پانی استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ ایسے پانی کا پینا مکروہ تحریمی ہے۔ (ردالمحتار: ۱۸۸/۱)

اگر نہر میں پانی زیادہ ہے اور اس کے نیچے مردار ہے۔ مگر نظر نہیں آتا ہے یا اس نہر کے عرض میں آدھا سے کم حصہ میں ہے تو ایسا پانی پاک ہے۔ (ردالمحتار: ۱۸۸/۱) طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۷۵، انیس)

(۳) (وبتغير أحد أوصافه) من لون أوطعم أوريح (ينجس) الكثير ولو جارياً إجماعاً. (الدر المختار: ۱۸۵/۱، كتاب الطهارة، باب المياه، سعید)

عن أبي أمامة الباهليؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الماء لاينجسه شيء إلا ما غلب على ريحه وطعمه ولونه. (ابن ماجة، باب الحياض، ص ۴۷، نمبر ۵۲۱، انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــــ

اسی حالت میں اس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۷۷)

بارش کا پانی پرنالہ میں روک کر اس سے وضو کرنا:

سوال: کافی دنوں کے بعد جب بارش ہو تو دس پندرہ منٹ کے بعد پرنالہ کا پانی کسی برتن وغیرہ میں روک کر اس پانی کو استعمال میں لانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

درست ہے جبکہ اس میں کوئی نجاست نہ ہو۔(۲) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۱۲۸۔۱۲۹)

ٹیوب ویل کا پانی ماء جاری ہے:

سوال: آج کل جنگلوں میں ٹیوب ویل جاری ہیں، دو فٹ چوڑی نالیوں سے پانی گذر کر میلوں تک کھیتوں میں حکومت کی طرف سے جاری کیا گیا ہے، تو ماء جاری ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

یہ تو حقیقۃً ماء جاری ہے۔(۳)

---

(۱) (المطر مادام یمطر فله حکم الجریان ولو أصاب العذرات علی السطح ثم أصاب ثوباً لاینتجس. (عالمگیری کشوری، باب المیاه:۱/۱۵، ظفیر)

بارش کا پانی جب تک برستا رہتا ہے، وہ جاری پانی کے حکم میں ہوتا ہے، اسی طرح اگر بارش کا پانی نہر و نالہ میں جمع ہو کر بہنے لگے اور اس نہر و نالہ میں نجاست پہلے سے پڑی ہوئی ہو، تو جب تک اس کے رنگ، مزہ یا بو میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو وہ پاک ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۱۶۸)

جیسے آنگن میں بہنے والا پانی یا دروازہ پر بارش کا پانی ہو۔ (طہارت کے احکام و مسائل، صفحہ ۷۵، انیس)

(۲) قال الشامی: فی التاترخانیة: من شک فی إناءه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أو لا فهو طاهر ما لم یستیقن، وکذا الآبار والحیاض والحباب الموضوعة فی الطرقات ویستقی منها الصغار والکبار و المسلمون والکفار. (ردالمحتار:۱/۱۵۱، قبیل مطلب فی أبحاث الغسل، سعید)

(۳) جاری پانی:

پانی کی خصوصیت بہنا و جاری ہونا ہے۔ اگر اسے کسی برتن میں نہ رکھا جائے تو وہ بہہ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جائے گا، بہنے کی وجہ سے اس میں جلدی نجاست کا اثر نہیں ہوتا ہے اور اگر نجاست اس میں گرتی بھی ہے تو پانی کی موج اس کو بہالے جاتی ہے اور اس کے اثرات عموماً غائب و ناپید ہو جاتے ہیں، اسی لیے پانی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''الماء طهور لاینجسه شیء''. (أبوداؤد باب ماجاء فی بئر بضاعۃ) ''پانی پاک کرنے والا ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی''

جاری پانی اور اس کے احکام:

جاری پانی اسے کہتے ہیں جسے عرف میں لوگ جاری سمجھتے ہوں، یا یوں کہا جائے کہ ایسا بہتا ہوا پانی جو تنکے کو بہالے جائے (الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۱۶۴) جاری پانی سمندر، ندی، نہر، نالہ، پرنالہ وغیرہ میں بہنے والا پانی ہوتا ہے۔ ==

كذا فی الدر المختار . (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۸/۱۲/۸۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۴/۵، ۱۳۵)

نل کا پانی کیا ماء جاری ہے:

سوال: نل (ہینڈ پمپ) کے پانی کا حکم ماء جاری کے مثل ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

نل سے نکل کر بہنے والے پانی پر "ماء یذھب" صادق آتا ہے یا نہیں؟ بس اس کو دیکھ لیا جائے۔ (۲) واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۵/۵)

ڈھیکلی کے کھینچے ہوئے پانی کا حکم:

سوال: ڈھیکلی (۳) کا کھینچا ہوا پانی پینا کیسا ہے؟

الجوابـــــــــــــــــــــــ

پاک ہے اور استعمال اس کا درست ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ (۴) جہلا کی واہیات غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص، ص ۲۳۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۰)

سیکشن پمپ کے ذریعہ پانی حاصل کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ گھروں کے اندر حکومت کے منظور شدہ نل جو آب نوشی کے لیے لگائے گئے

== جاری پانی کا بہاؤ لمبائی میں کم از کم ایک گز ہونا چاہیے، اگر اس سے کم میں پانی بہہ کر رک جائے تو ایسا پانی جاری کے حکم میں نہ ہوگا، چاہے پانی کے بہاؤ کا زور کم ہو یا زیادہ مگر اس قدر کم نہ ہو کہ چلو بھر کر اٹھانے سے زمین کھلی رہ جائے، بلکہ وہ جگہ پھر پانی سے بھر جائے تو جاری ہے ورنہ جاری نہیں۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱۶۴/۱ و ۱۶۵) (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۴۷،۳۷، انیس)

(۱) "(و) الجاری (هو ما يعدّ جارياً) عرفاً، وقيل: مايذهب بتبنة، والأول أظهر، والثانی أشهر، (وإن)...... (لم يكن جريانه بمدد) فی الأصح". (الدر المختار) ("قوله: والثانی أشهر) لوقوعه فی كثير من الكتب حتى المتون...... والعرف الآن أنه متىٰ كان الماء داخلاً من جانب وخارجاً من جانب آخر يسمىٰ جارياً". (ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب الأصح أنه لايشترط فی الجريان المدد: ۱۸۷/۱، سعيد)

(۲) "(و) يجوز (بجار وقعت فيه نجاسة) ....والأول أظهر، والثانی أشهر، قال الشامی: لوقوعه فی كثير من الكتب حتى المتون". (الدر المختار مع ردالمحتار: ۱۸۷/۱، باب المياه، سعيد

(۳) ڈھیکلی کنویں سے پانی نکالنے کی ایک بڑی تدبیر، ایک بلی (بڑی لکڑی) کے ایک سرے پر بہت بڑا ڈول، دوسرے سرے پر ایک بھاری وزن باندھ دیتے ہیں بڑے ڈول کو پانی میں ڈبو کر چھوڑ دیتے ہیں، تو پچھلے بھاری وزن کے دباؤ سے وہ بڑا ڈول نما، پانی سے نکل آتا ہے۔ مستفاد: از اردو لغت۔ (مرتبہ اردو لغت بورڈ، حکومت پاکستان، ص ۲۶۴ جلد ۱۰، کراچی ۱۹۹۰ء، نور)

(۴) عن أبی أمامة الباهلیؓ ... إن الماء لا ينجسه شیء إلا ما غلب ... الخ. (ابن ماجة، باب الحياض، انیس)

ہیں، آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان نلوں میں اب مطلوبہ مقدار میں پانی نہیں آتا، عوام نے اس کا حل یہ نکالا ہے کہ ان نلوں کے ساتھ بجلی کے موٹر لگا کر موٹر کے زور سے مطلوبہ مقدار سے بھی زیادہ پانی کھینچنے لگے، اس حرکت کا واضح منفی اثر یہ پڑا کہ جن گھروں میں بجلی کے موٹر نہیں ہیں وہ پانی سے تقریباً محروم ہوگئے ہیں کیوں کہ مرکزی پائپ میں جو پانی آتا ہے وہ بجلی کے زور سے لوگ اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور دیگر صارفین منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ کام حکومت کے متعلقہ محکمہ یعنی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے اجازت لئے بغیر ہو رہا ہے اور قانوناً درست نہیں ہے، یہ حرکت عندالشرع کیسی ہے؟ اور اس پانی کی حلت وحرمت کے بارے میں اسلامی احکامات کیا ہیں؟ یہ بھی یاد رہے کہ ماہانہ بل تمام صارفین یکساں ادا کرتے ہیں؟ بینوا توجروا۔(المستفتی بخت سلطان، موضع ناوہ گئے، تحصیل ڈگر ضلع بونیر، صوبہ سرحد)

الجواب ــــــــــــــــ باسمہ تعالیٰ

صورت مسئولہ میں موٹروں کے ذریعہ اپنی مطلوبہ مقدار سے زیادہ پانی کھینچ لینا شرعاً وقانوناً ناجائز ہے، قانوناً تو ظاہر ہے کہ حکومت نے آب نوشی کے لیے جو نل مہیا کئے ہیں وہ سب لوگوں کو برابر پانی فراہم کرنے کے لیے لگا کر دیئے ہیں اور قانوناً لوگوں کو اس بات کا پابند بھی بنایا ہے کہ وہ کسی خارجی ذریعہ کو بروئے کار لائے بغیر پانی کی مطلوبہ مقدار کو حاصل کریں، چونکہ لوگوں نے حکومت کے اس پروگرام اور شرائط کو قبول کرتے ہوئے پانی کی لائنیں حاصل کی ہیں؛ اس لیے اب اگر کوئی شخص گورنمنٹ کی جانب سے موٹر لگانے کی ممانعت کے باوجود موٹر لگاتا ہے اور زیادہ پانی حاصل کرتا ہے تو وہ اس زائد پانی لینے اور موٹر لگانے میں حکومت کے ساتھ کئے گئے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے والا ہے جس کی بنا پر قانوناً مجرم ہے۔

اور یہ شرعاً اس لیے جائز نہیں کہ اس میں ایک حکومت کے ساتھ کئے گئے معاہدہ کی عدم پاسداری وخلاف ورزی ہے جو کہ شریعت کی نظر میں جرم عظیم ہے اور دوسرے یہ کہ پانی کو حاصل کرنا مباح ہے اور مباح امور میں حکومت کی اطاعت واجب ہے، اب جو شخص مذکورہ معاملہ میں حکومت کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ شرعاً واجب کو ترک کرنے والا شمار ہوگا اور تیسرے یہ کہ اس طرح پانی لینا چوری ہے، جو شرعاً وقانوناً جرم ہے، مذکورہ امر کا ارتکاب کر کے اپنی جان اور عزت وعظمت کو خطرہ میں ڈالنا ہے اور یہ عام چوریوں سے زیادہ قبیح اور شنیع ہے کیوں کہ اس میں بہت سارے لوگوں (صارفین جو پورے پیسے ادا کر کے پانی خریدتے ہیں مگر لائن میں بجلی کی موٹر لگا کر پانی کھینچنے والے کے عمل سے وہ پانی سے محروم رہتے ہیں) کے حق میں دراندازی اور چوری کرنا ہے، لہذا شرعاً اس سے احتراز کرنا لازمی وضروری ہے اس لیے کہ:

وكل من شركاء الملك أجنبي فى الامتناع عن تصرف مضر فى مال صاحبه لعدم تضمنها الوكالة. الخ. (۱)

(۱) الدر المختار علیٰ رد المحتار للعلامة الحصكفي، كتاب الشركة: ۳۰۰/۴، ط. ایچ ایم سعید.

اورقرآن کریم میں ہے:''وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلاً''. (سورة الإسراء: ۳۴)
اورحدیث شریف میں ہے:''ألا لايحل مال امرئٍ إلا بطيب نفس منه''.(۱)

تاہم جو پانی اس غلط طریقہ سے حاصل کیا گیا اور کیا جاتا ہے وہ پاک وحلال ہے۔البتہ اس کے حصول کا طریقہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے؛ایسا کرنے والا شرعاً وقانوناً متعدد جرائم کا ارتکاب کرنے والا ہے

کتبہ رشید احمد سندھی،الجواب صحیح:محمد عبدالمجید دین پوری،الجواب صحیح:محمد شفیق عارف،بینات۔محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
(فتاویٰ بینات جلد چہارم:۴۴۷۔۴۴۸)

ریل گاڑی کے بیت الخلاء کے پانی کا حکم:

سوال: ریل گاڑی کے پاخانوں(بیت الخلاء)میں جو پانی ہوتا ہے وہ پاک سمجھا جائے گا یا ناپاک؟اس میں پانی ہوتے ہوئے تیمّم کرنا جائز ہے یا نہیں؟جبکہ اس پانی سے وضو کرتے ہوئے طبیعت کو کراہت معلوم ہوتی ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

وہ پانی پاک ہے،طبعی کراہت کی وجہ سے شبہ نہ کیا جائے۔(۲)ایسی حالت میں تیمّم درست نہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ماہنامہ کانپور،اکتوبر ۵۹ء(فتاویٰ محمودیہ:۱۲۸/۵)

برکت کیلئے زمزم سے بدن اور کپڑے دھونا:

سوال: خانہ کعبہ میں جو لوگ آبِ زمزم سے نہاتے ہیں اور کپڑے دھوتے ہیں ان کیلئے نہانا اور کپڑے دھونا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

برکت کیلئے بدن پر اور کپڑوں پر ڈالنا درست ہے،نجاست اس سے زائل نہ کی جائے۔(۳)فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ،دارالعلوم دیوبند،۱۲/۴/۱۴۰۱ھ(فتاویٰ محمودیہ:۱۳۳/۵)

پانی خوشبودار ہوکر آبِ مطلق ہونے سے نہیں نکلتا،کیوڑہ گلاب ملے ہوئے پانی سے وضو،غسل جائز ہے:

سوال: ایک مسئلہ دریافت طلب ہے کہ عرق وعطر کی کشیدگی کے لئے دیگ بھبکے جو لگاتے ہیں تو وہ جگہ جس میں

(۱) مشكوٰة المصابيح، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل.......۲۵۵، ط. قديمى.

(۲) ''عند أبي يوسف: لا بأس بالوضوء إذا لم يتغير أحد أوصافه، كذا في شرح الوقاية، وفي النصاب: وعليه الفتوى، كذا في المضمرات. (الفتاوىٰ الهندية :۱/۱۷، الباب الثالث في المياه، رشيديه. وكذافي الهداية :۱/۳۳، الماء الذي يجوز به التوضوء، شركة علمية، ملتان، وكذا في التاتارخانية:۱/۱۶۳، المياه، إدارة القرآن كراچی)

(۳) يجوز الاغتسال والتوضؤ بماء زمزم إن كان علىٰ طهارة للتبرك، فلا ينبغي أن يغتسل به جنب ولا محدث ولا في مكان نجس ولايستنجي به ولا يزال به نجاسة حقيقةً، وعن بعض العلماء تحريم ذلك، وقيل: إن بعض الناس استنجي به فحصل له بأسور. (حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح: ص:۲۲، الطهارة، قديمی)

عرق یا عطر کشید ہو کے آتا ہے ٹھنڈے پانی میں ڈوبا رکھا جاتا ہے تاکہ اس میں آ کے بخارات پانی یا روغن کی صورت میں جمع رہیں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ پانی خوب تیز گرم ہو جاتا ہے جس کے بعد بدل دیا جاتا ہے اس پانی میں گاہے کسی قدر خوشبو بھی اس شئے کی پیدا ہو جاتی ہے جو دیگ در جچکہ میں ہوتی ہے آیا وہ پانی مستعمل سمجھا جائے گا اور اس سے غسل و وضو درست نہ ہوگا یا غیر مستعمل اور اس کو غسل و وضو کے کام میں لانا درست ہوگا، کیوڑہ گلاب ملے ہوئے پانی سے غسل و وضو جائز ہے یا ناجائز، جب کہ پانی میں خوب اچھی طرح خوشبو ہو، علیٰ ہذا کسی کم صاف کئے ہوئے ظرف میں پانی گرم ہوا اس میں چکنائی معلوم ہونے لگی اس سے بھی وضو و غسل واجب ہوگا یا ناجائز؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

ان سب اقسام سے وضو و غسل درست ہے یہ سب ماء مطلق ہے۔(۱) ۲۷ رمحرم ۱۳۳۲ھ۔ حوادث: اول ۲، ص: ۱۲۱۔

(امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۶۰)

دوا سے رنگ اور مزہ تبدیل ہونے والے پانی کا حکم:

سوال: سرکار کی طرف سے دفعِ ہیضہ وغیرہ امراض کیلئے کنویں میں جو دوا ڈالی جاتی ہے اور اس کی وجہ سے رنگ اور بو بدل جاتی ہے تو اس پانی کا حکم کیا ہے اور رنگ اور بو نہیں بدلتی تو کیا حکم ہے؟ امید ہے جواب شافی اور کافی سے مطلع فرما کر شاکر فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر کسی پاک جامد چیز کے ملنے سے پانی کے تمام اوصاف بغیر پکائے متغیر ہو جائیں لیکن پانی اپنی رقت اور سیلان پر باقی رہے اور اس کا نام بدل کر نیا نام پیدا ہو تو ایسے پانی سے وضو درست ہے۔(۲)

---

(۱) عن أبي أمامة الباهليؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الماء لا ينجسه شيء إلا ما غلب على ريحه وطعمه ولونه۔ (ابن ماجة، باب الحياض، ص۴۷، نمبر ۵۲۱)

درخت یا پھل کے رس کا رنگ، یا مزہ، یا بو ضرور بدلا ہوتا ہے اور حدیث میں ہے کہ ان میں سے کوئی چیز بدلی ہوئی ہو تو اس سے وضو جائز نہیں، اس لئے اس سے وضو جائز نہیں ہوگا، اس حدیث کے اشارے سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ انیس

(۲) مقید پانی:

مقید پانی سے مراد ایسا پانی ہوتا ہے جو درختوں، پھلوں اور پھولوں سے نکلتا ہے۔ جیسے ناریل، تربوز، خربوز، کیلا، کیوڑا، گلاب وغیرہ کا پانی۔ اس پانی کے علاوہ ہر قسم کی بہنے والے پانی جیسے پٹرول، ڈیزل، کراشن تیل، و دیگر روغنیات وغیرہ یا سیال اشیا بھی مقید پانی کے حکم میں ہیں، یعنی ان سے بدن و کپڑے وغیرہ پر لگی ہوئی نجاست دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، مگر وضو و غسل کرنے سے طہارت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے جس پانی سے وضو و غسل کرنے کا حکم دیا ہے وہ مطلق پانی ہے جو بارش، سمندر، دریا، کنواں وغیرہ کا ہوتا ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۰۷)

اسی طرح اگر مطلق پانی میں پاک چیزیں مل جائیں اور پانی پر غالب ہو جائیں تو ایسا پانی بھی مقید پانی کے حکم میں ہو جائے گا اور اس سے وضو یا غسل صحیح نہیں ہوگا۔ مطلق پانی میں پاک چیزوں کے ملنے اور ان کے پانی پر غالب آنے کی تین صورتیں ہیں: ==

" والغلبة تحصل فی (مخالطة) الماء لشیء من الجامدات الطاهرات بإخراج الماء عن رقته، فلا ینعصر عن الثوب، وإخراجه عن سیلانه فلا یسیل علی الأعضاء سیلان الماء. وأما إذا بقی علٰی رقته وسیلانه فإنه لایضر: أی لایمنع جواز الوضوء به تغیر أوصافه کلها بجامد خالطه بدون طبخ کزعفران وفاکهة وورق شجرة اهـ" مراقی الفلاح." قوله: الطاهرة أما النجسة فتنجس القلیل منه مطلقاً والکثیر إن ظهر أحد أوصافها اهـ". (طحطاوی ص: ۱۶، ۱۷)(۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۷/ذی قعدہ/۶۷ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۹/۵)

==۱......اول یہ کہ پانی میں کوئی چیز پکائی جائے، جیسے دال، سبزی وگوشت کا شوربہ، سوپ وغیرہ ایسے تمام شوربوں ودالوں سے وضو یا غسل صحیح نہیں ہوگا، گرچہ وہ پتلے اور بہنے والے ہوں۔

۲......البتہ اگر بیری کے پتے یا اشنان یا صرف وصابن ڈال کر پانی پکایا جائے اور اس سے مقصد صفائی ہو تو ایسے پانی سے وضو وغسل جائز ہوگا، جیسا کہ حدیث میں ایسے پانی سے مردہ کو غسل کرانے کا حکم آیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

''احرام باندھے ہوئے ایک شخص کو اس کے اونٹ نے کچل دیا اور اس کی وفات ہوگئی، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے غسل کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ ''اسے بیری کے پتے اور پانی سے غسل دو''۔ (رواہ البخاری، البحر الرائق: ۱/۱۷)

دوسری صورت یہ ہے کہ پانی میں کوئی جامد وٹھوس چیز مل جائے، جیسے مٹی، سمنٹ، آٹا، چینی، ستو وغیرہ اور ان کے ملنے سے پانی کا پتلا پن ختم ہوجائے اور وہ گارے کی طرح ہوجائے تو اس سے بھی وضو وغسل درست نہیں ہوگا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ (الف) پانی میں کوئی دوسری بہنے والی چیز مل جائے، جیسے دودھ، سرکہ، شہد وغیرہ جو رنگ اور مزہ دونوں میں پانی سے الگ ہو، تو ایسی چیز کے ملنے سے اگر کوئی ایک وصف بھی پانی کا بدل جائے یعنی رنگ اور مزہ میں سے کوئی بھی ایک وصف بدل جائے تو ایسے پانی سے بھی وضو یا غسل جائز نہیں ہوگا۔

(ب) اسی طرح اگر پانی میں ایسی چیز مل جائے جو صرف رنگ یا مزہ میں پانی سے مختلف ہو تو ایسی صورت میں اسی وصف کے غلبہ کا اعتبار ہوگا، یعنی رنگ یا مزہ میں سے جو غالب ہوگا وہ پانی کو مقید پانی کے حکم میں کردے گا اور اس سے وضو یا غسل صحیح نہیں ہوگا۔ (البحر الرائق: ۱/۷۳)

نیز ایسے تمام قسم کے پانی جن کا نام بدل جائے، جیسے کوکا کولا، پیپسی، روح افزا وغیرہ تمام مشروبات یا کپڑے رنگے جانے والے پانی، ان سے بھی وضو یا غسل صحیح نہیں ہوگا۔ (ایضاً: ۱/۷۴)

البتہ ایسا پانی جس میں تھوڑا رنگ ہو اور کپڑا رنگنے کے کام میں نہ آتا ہو، تو اس سے وضو وغسل جائز ہوگا۔ جیسے نیل لگا ہوا پانی جو کپڑے دھونے کے بعد پانی میں ڈال کر لگایا جاتا ہے۔ البتہ سیلاب کا پانی جس میں مٹی ملی ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے اس کا رنگ گدلا ہوتا ہے، اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ زعفران اور کسم کے پانی سے جب کہ پتلا ہو اور پانی غالب ہو تو وضو جائز ہے اور اگر سرخی غالب ہو تو اس سے وضو جائز نہیں۔ روشنائی یا پھٹکری ڈال کر سیاہ کیے ہوئے پانی سے جو لکھنے ونقش بنانے کے کام میں آتا ہے وضو وغسل جائز نہیں۔ چنا یا باقلا وغیرہ کو پانی میں بھگویا اور پانی کا پتلا پن زائل نہیں ہوا تو اس پانی سے وضو جائز ہے گرچہ اس کا رنگ یا ذائقہ یا بو بدل جائے، کیوں کہ اس صورت میں پانی کا پتلا رہنا معتبر ہے۔ اگر روٹی یا آٹا پانی میں بھگوئے اور پانی کا پتلا پن باقی رہے یا چاول دھوئے، تو ایسے پانی سے بھی وضو وغسل کیا جاسکتا ہے۔ جس پانی سے نمک جمتا ہے اس سے وضو وغسل جائز ہے، البتہ اگر نمک پگھل کر پانی بن جائے، تو اس سے وضو وغسل جائز نہیں۔ (یہ تمام مسائل درمختار، ردالمحتار: ۱/۱۲۲، البحر الرائق: ۱/۷۲ و۷۳، اور فتح القدیر: ۱/۷۳ وغیرہ سے ماخوذ ہیں)۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۶۱ تا ۶۴، انیس)

(۱) حاشیة الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح، ص۱۵، کتاب الطهارة. قدیمی. الحلبی الکبیر: ۹۰، باب المیاه، سهیل اکیڈمی لاهور۔

جو پانی درختوں کے پتوں کی وجہ سے خراب ہوگیا ہو، اس کا حکم:

سوال: جس پانی میں درخت کے پتے، بہت دنوں تک پڑے رہنے سے پانی بگڑ گیا ہو، تو اس سے وضو جائز ہے یا نہیں اور وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

پانی پاک اور وضو درست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد عفی عنہ گنگوہی۔ بدست خاص، ص ۳۲۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۰)

جس پانی میں افیون و بھنگ و چرس مل جائے کیا حکم ہے:

سوال: افیون، بھنگ، چرس، تمبا کو پاک ہیں یا نجس، جس پانی میں یہ چیزیں مل جاویں اس پانی سے وضو اور غسل درست ہے یا نہیں؟

الجواب

افیون اور بھنگ وغیرہ نجس نہیں ہیں بلکہ ان کا کھانا پینا حرام ہے اور تھوڑی مقدار بغرض تداوی کھانا جائز ہے جو کہ حد سکر کو نہ پہنچے۔ **کما فی الشامی: ولم یقل أحد بنجاسة البنج ونحوه، الخ. :۱۲۶/۳۔**(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱۸۴/۱)

پانی کا مزہ وغیرہ بدل جائے تو ناپاک ہے:

سوال: پانی میں اگر بو ہو یا رنگ اور مزہ بدل جائے تو پاک ہے یا ناپاک ہے؟

الجواب

نجاست سے اگر پانی کا مزہ یا بو یا رنگ یا ان میں سے دو یا تینوں بدل جائیں تو وہ ناپاک ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱۷۴/۱)

---

(۱) "والغلبة تحصل فی(مخالطة)الماء لشیء من الجامدات الطاهرات بإخراج الماء عن رقته،فلا ینعصر عن الثوب،وإخراجه عن سیلانه فلا یسیل علی الأعضاء سیلان الماء. وأما إذا بقی علیٰ رقته وسیلانه فإنه لایضر : أی لایمنع جواز الوضوء به تغیر أوصافه کلها بجامد خالطه بدون طبخ کزعفران وفاکهة وورق شجرة اهـ" مراقی الفلاح. "قوله: الطاهرة، أما النجسة فتنجس القلیل منه مطلقاً والکثیر إن ظهر أحد أوصافها اهـ". (حاشیة الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح،ص ۱۵، کتاب الطهارة، انیس)

(۲) اس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے، اگر اس کے اوصاف نہ بدلے ہوں۔ (حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح،ص ۱۵، کتاب الطہارۃ، انیس)

(۳) إن الغدیر العظیم کالجاری لایتنجس إلا بالتغیر من غیر فصل، هکذا فی فتح القدیر. (عالمگیری کشوری، باب المیاہ: ۱۶/۱). (وبتغیر أحد أوصافه) من لون أو طعم أو ریح (ینجس) الکثیر ......أما القلیل فینجس وإن لم یتغیر. (الدر المختار علیٰ رد المحتار، باب المیاه، مطلب حکم سائر المائعات: ۱۷۱/۱۔ ظفیر)

==

اس نہر کا پانی جس میں پاخانہ کی نالی گرتی ہو:

سوال: قصبہ ہلدوانی میں ایک نہر جاری ہے تمام لوگ اس کا پانی پیتے ہیں، لیکن اس نہر میں قصبہ کے چند مکانات کا پانی پاخانہ کا جاتا ہے اور گرتا ہے تو اس نہر کا پانی پینا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

پانی اس نہر کا پاک ہے، پینا اور وضو کرنا اس سے درست ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۷۷)

نہر میں گندگی ڈالنے کی صورت میں پانی کا حکم:

سوال: بڑی بڑی نہریں آبادیوں کے قریب سے گذرتی ہیں تو لوگ عموماً اس میں نجاست اور گندگی پھینکتے رہتے ہیں یہاں تک کہ گاؤں سے بیت الخلا کا پانی بھی انہی نہروں میں شامل ہوتا ہے، بسا اوقات نجاسات کے ڈھیر تک پانی میں نظر آتے ہیں تو ایسی نہروں کے پانی سے وضو اور غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟

== اگر بارش کا پانی سڑک پر بہے اور اس میں نجاست شامل ہوجائے، تو دیکھا جائے گا کہ نجاست پر اگر پانی غالب ہے بایں طور کہ اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہیں ہے، تو اس سے وضو کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

اگر پختہ فرش یا کبھی زمین یا چھت پر گندگی ہو اور اس کے اوپر سے بارش یا غیر بارش کا پانی بہے، تو دیکھا جائے گا کہ اگر اکثر پانی نجاست سے مل کر بہتا ہے تو ناپاک ہوگا، ورنہ پاک رہے گا، البتہ اگر چھت پر متفرق طور پر نجاست ہے اور بارش کا پانی اس پر پڑے پھر وہ پرنالے سے گرے، تو دیکھا جائے گا کہ اگر نجاست پرنالے کے پاس نہیں ہے اور پانی کے رنگ، بو یا مزہ میں فرق نہیں ہوا ہے، تو وہ پاک ہے۔(ردالمحتار:۱/۱۸۹) (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۷۵، ۷۶، انیس)

(۱) (و) يجوز (بجارٍ و قعت فيه نجاسة)، (و) الجاري (هو ما يعد جارياً) عرفاً، الخ. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب المياه، مطلب الأصح أنه لايشترط في الجريان المدد:۱/۱۷۳)

پانی میں اگر نجاست یعنی پاخانہ، پیشاب، خون، شراب یا دیگر کوئی نجس چیز شامل ہوجائے، تو اس وقت تک وہ ناپاک نہ ہوگا، جب تک کہ اس پانی کا مزہ یا رنگ یا اس کی بو میں سے کوئی ایک صفت نہ بدل جائے، اگر پانی کے مزہ یا رنگ یا بو میں اس نجاست کے اثر سے تبدیلی آ گئی، تو پھر ایسا جاری پانی بھی ناپاک ہوجائے گا اور اس کو پینا یا اس سے کپڑا دھونا یا وضو و غسل کرنا جائز نہ ہوگا۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۱۶۴) اگر ایسے جاری پانی میں جس کے رنگ یا مزہ یا بو میں تغیر آ گیا تازہ پانی آ کر مل جائے اور اس تغیر کو ختم کردے، تو پھر وہ پانی پاک ہوجائے گا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۱۶۴) جاری پانی میں اگر ایسی نجاست گر جائے جو نظر آتی ہو، جیسے پاخانہ یا مردار جانور، تو جس جگہ وہ نجاست ہو وہاں وضو یا غسل نہیں کرسکتے ہیں، اس لیے کہ وہاں کا پانی ناپاک ہے اور اگر ایسی نجاست گری ہو جو نظر نہ آئے، جیسے پیشاب تو جب تک اس کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے اس سے وضو یا غسل کرسکتے ہیں، اس لیے کہ وہ پانی نجس نہ ہوگا۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۱۶۴)

شہروں اور قصبوں کے ایسے نالے جن میں گندے پانی بہتے ہیں اور ان کا رنگ وبو ومزہ عام پانی سے بدلا ہوا رہتا ہے، ایسا پانی ناپاک ہے۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۱۶۸)۔(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۷۴ تا ۷۶، انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

نہروں کا پانی جاری ہے اور جاری پانی میں جب تک اوصاف متغیر نہ ہوں یعنی رنگ، ذائقہ اور بو میں فرق نہ آیا ہو تو نجاست کے وقوع سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، ایسی بڑی نہروں میں عموماً نجاست مغلوب ہوجاتی ہے اور پانی میں اس کا کوئی خاص اثر ظاہر نہیں ہوتا، اس لئے نہروں کا پانی پاک ہے اس سے وضواور غسل جائز ہے۔

قال الحصکفیؒ: ''(و)یجوز (بجار وقعت فیه نجاسة،و)الجاری (هومایعدجاریاً) عرفاً،......(إن لم یر)أی یعلم (أثره)فلوفیه جیفة أوبال فیه رجال فتوضأ آخرمن أسفله جازمالم یر فی الجریة أثره(وهو)إما (طعم أولون أوریح)''(الدرالمختارعلیٰ صدررد المحتار،باب المیاه، مطلب الأصح أنه لایشترط فی الجریان المدد. (ج۱ص۱۸۷)(۱) (فتاویٰ حقانیہ، جلد دوم، صفحہ ۵۴۸و۵۴۹)

گٹراورنالے کے پانی کاحکم:

سوال: کیا یہ درست ہے کہ چلتا پانی پاک ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں اگر چلتا پانی پاک ہے تو ہر گٹر نالے کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

جاری پانی اس وقت تک پاک ہوتا ہے جب تک کہ پانی کے اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو، مزہ) میں سے کوئی وصف گندگی کی وجہ سے تبدیل نہ ہوجائے اگران میں سے ایک وصف بھی تبدیل ہوگیا تو جاری پانی بھی ناپاک ہوجائے گا، جبکہ گٹر، نالہ میں مذکورہ اوصاف تبدیل شدہ ہوتے ہیں، اس لیے باوجود جاری ہونے کے وہ ناپاک ہی کہلائے گا۔

کما فی الهندیة: والفتویٰ فی الماء الجاری أنه لایتنجس مالم یتغیرطعمه أولونه أوریحه من النجاسة، کذا فی المضمرات. (۱/۱۷) واللہ اعلم (فتاویٰ دارالافتاء والقضاء جامعہ بنوریہ پاکستان، سیریل نمبر:۱۰۳۱۶)

چہرہ اور ہاتھ سے وضو کے ٹپکنے والے پانی کاحکم:

سوال: اگر کوئی بھی نمازی مسجد کے صحن یا کہیں بھی وضو کرتا ہے، وضو کا پانی زمین پر گرتا ہے یا سمنٹ کے پلاسٹر کئے ہوئے نالی پر گرتا ہے، تو وہ گراہوا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ مکمل ومدلل جواب دیں۔

الجواب ــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

وضو یا غسل میں استعمال کئے ہوئے پانی کے بارے میں فقہا کے درمیان اختلاف ہے کہ یہ پانی کب مستعمل

---

(۱) قال فی الهندیة:''وفی النصاب: والفتویٰ فی الماء الجاری أنه لایتنجس مالم یتغیرطعمه أولونه أوریحه من النجاسة''کذا فی المضمرات. (الهندیة، الباب الثالث فی المیاه: ج۱ ص۱۷/ومثله فی البحرالرائق، کتاب الطهارة: ج۱ ص۸۲)

ہوتا ہے؟ یا اعضا پر ڈالتے ہی یا ان سے جدا ہونے کے بعد، تو صحیح قول اعضا سے جدا ہونے کے بعد ہی مستعمل ہونے کا ہے، خواہ کسی جگہ ٹھہرے یا نہ ٹھہرے۔ کما فی الهداية:

ومتى يصير الماء مستعملاً الصحيح أنه كما زال عن العضو صار مستعملاً لأن سقوط حكم الاستعمال قبل الانفصال للضرورة ولا ضرورة بعده.(الهداية:۳۹/۱)

مشہور اور مفتیٰ بہ روایت کے مطابق امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وضو اور غسل میں استعمال کیا ہوا پانی پاک ہے لیکن اس میں پاک کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، البتہ نجاست حقیقیہ کا ازالہ اس پانی سے درست ہے۔ **کما فی الشامی:**

(قوله وهو طاهر) رواه محمدؒ عن الإمام وهذه الرواية هي المشهورة عنه، واختارها المحققون، قالوا عليها الفتوىٰ، لافرق في ذلك بين الجنب والمحدث. واستثنى الجنب في التجنيس إلا أن الإطلاق أولٰى وعنه التخفيف والتغليظ، ومشائخ العراق نفوا الخلاف وقالوا إنه طاهر عند الكل. و قد قال في المجتبىٰ: صحت الرواية عن الكل أنه طاهر غير طهور، وفي الدر: (و) حكمه أنه (ليس بطهور) لحدث بل لخبث على الراجح المعتمد. (قوله ليس بطهور): أي ليس بمطهر (قوله على الراجح) مرتبط بقوله بل لخبث: أي نجاسة حقيقية، فإنه يجوز إزالتها بغير الماء المطلق من المائعات خلافاً لمحمد. (الدر المختار مع الشامي:۱۳۴/۱)

الحاصل جس پانی سے وضو کیا گیا ہے وہ پاک ہے، یعنی اگر کپڑے وغیرہ کو لگ جائے تو کپڑا ناپاک نہیں ہوگا، لیکن اس سے کوئی شخص اگر وضو کرنا چاہے تو وضو نہیں ہوگا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم، حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ:۶/۴۳ و۴۴)

---

(۱) مطلق پانی کو استعمال میں لانے اور پاکی حاصل کرنے کے اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں:

بعض پانی سے پاکی حاصل کرنا جائز۔ بعض سے مکروہ، بعض سے مشکوک، بعض پانی گرچہ خود پاک ہوتا ہے، مگر اس سے پاکی حاصل نہیں ہوتی اور بعض پانی ناپاک ہوتا ہے اور اس سے طہارت جائز نہیں ہوتی ہے، نیچے ان تمام کی تفصیل لکھی جاتی ہے:

پہلی قسم کو ''طاہر مطہر غیر مکروہ'' کہتے ہیں، یعنی یہ ایسا پانی ہے جو خود پاک ہے اور اس سے پاکی حاصل کرنا بلا کراہت جائز ہے، جیسے بارش، دریا، ندی، نالہ، نہر، چشمہ، تالاب، کنواں، نل وغیرہ کا پانی۔ اس پانی سے نجاستِ حقیقی، پیشاب وغیرہ کا پاک کرنا، اور نجاستِ حکمی، جنابت کا غسل اور وضو کی طہارت دونوں حاصل کی جاتی ہے۔

دوسری قسم ایسے پانی کی ہے جو خود پاک ہے، مگر اس سے پاکی حاصل کرنا مکروہ تنزیہی ہے، یعنی طاہر مطہر مکروہ ہے، جیسے ایسا پانی جو دھوپ سے گرم ہو گیا ہو، یا ایسا قلیل پانی جس میں آدمی کا تھوک یا ناک کی رینٹ مل گئی ہو، تو ایسے پانی سے طہارت حاصل کرنا اچھے پانی کی موجودگی میں مکروہ تنزیہی ہوگا۔

تیسری قسم ایسے قلیل پانی کی ہے جس میں گدھے یا خچر نے منھ ڈال کر جوٹھا کر دیا، تو اس پانی سے وضو یا غسل نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ یہ پانی گرچہ پاک ہے، مگر اس سے پاکی حاصل ہونا نہ ہونا مشکوک ہے۔

چوتھی قسم مستعمل پانی کی ہے جو ایک بار وضو یا غسل کے لیے استعمال میں آیا اور وہ کسی برتن میں جمع ہو گیا، پھر اس سے دوبارہ وضو یا غسل کرنا جائز نہیں۔(یہ طاہر و غیر مطہر ہے) البتہ اس پانی سے ناپاک شئی دھونے سے پاک ہو جائے گی۔ اور اس سے وضو اور غسل نہیں کیا جائے گا۔

پانچویں قسم ایسے پانی کی ہے جس میں کوئی ناپاک شئی، پیشاب، پاخانہ وغیرہ گر گئی ہو، تو ایسے پانی سے وضو یا غسل جائز نہیں اور نہ ناپاک چیز کو دھونے سے وہ چیز پاک ہوگی۔(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۶۴ تا ۶۶، انیس)

ماء مستعمل کے قطروں کا جسم یا کپڑوں پر گرنا:

سوال: وضو کرنے کی حالت میں یا وضو کرنے کے بعد اگر وضو کا پانی جسم پر یا جسم کے کسی کپڑے پر گر جائے تو اس صورت میں کپڑا یا وہ حصہ جسم کا جس پر ماء مستعمل گر گیا ہے تو کیا وہ جگہ نجس ہوگئی یا وہ کپڑا ناپاک ہوگیا؟

برائے مہربانی مفصل ومدلل مع ثبوت احادیث مستندہ وکتب فقہ تحریر فرمایئے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

اس پانی سے مفتیٰ بہ قول کے موافق نہ جسم ناپاک ہوتا ہے نہ کپڑا۔

"والماء المستعمل لقربة أو رفع حدث إذا استقر في مكان طاهرٌ لامطهرٌ". (بحر: ۹۰/۱)(۱)

وأما ما مسح بالمنديل أو تقاطر على الثوب فهو مستعمل، إلا أنه لايمنع جواز الصلوٰة؛ لأن الماء المستعمل طاهر عندمحمدؒ، وهو المختار" الخ. (بحر: ۹۸/۱)(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶۶/۵/۵ ھ

صحیح: سعید احمد، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، صحیح: عبد اللطیف (فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۵/۵)

زمین پر بیٹھ کر وضو کرنے سے چھینٹیں کپڑے پر پڑیں تو وہ کپڑا پاک ہے:

سوال: عموماً لوگ زمین پر نیچے بیٹھ کر وضو کرتے ہیں مسجد کے علاوہ، ایسی حالت میں زمین کی تمام چھینٹیں کپڑوں پر پڑتی ہیں اور انہیں کپڑوں سے نماز ادا کرتے ہیں۔ ان کے کپڑے ایسی حالت میں ناپاک ہوتے ہیں یا پاک؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

ان چھینٹوں کی وجہ سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ (۳) نماز درست ہو جاتی ہے، مگر ایسا کرنا خلافِ نظافت واحتیاط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۵۱/۵)

وضو کی چھینٹ کا حکم:

سوال: وضو کرتے وقت جو چھینٹیں پانی کے کپڑوں پر گرتی ہیں ان سے کپڑا نجس ہوتا ہے اور اس کپڑے سے نماز پڑھنا مکروہ ہے یا وضو کا جمع کیا ہوا پانی نجس ہے؟

(۱-۲) البحر الرائق: ۱۶۴/۱ اور ۱۶۹/۱ - مبحث الماء المستعمل، رشيدية.

(۳) "أما غسالة النجاسة الحكمية: وهي الماء المستعمل، فهو في ظاهر الرواية طاهر غير مطهر، أي لا يجوز التوضؤ به، لكن في الراجح يجوز إزالة النجاسة الحقيقية به". (الفقه الإسلامي وأدلته: ۳۴۱/۱، المبحث الرابع، حكم الغسالة، رشيدية، وكذا في الدر المختار: ۲۰۱/۱، مبحث الماء المستعمل، سعيد)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اعضائے وضو سے جو پانی کی چھینٹیں کپڑوں پر گریں ان سے کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند (فتاویٰ محمودیہ:۲۵۳/۵)

ناپاک زمین پر پانی پڑکر جو چھینٹ اڑتی ہے وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ہم مرغی پالتے ہیں جس کے پاخانہ سے اکثر زمین ناپاک ہوتی ہے اور لوگوں کے چلنے سے تمام زمین نجس ہوتی ہے، اور اس ملک کی زمین گیلی ہے، دھوپ کی تیزی کم ہے، نہ زمین سوکھتی ہے نہ وہ پاخانہ۔ہمیں اس پر وضو کرنا پڑتا ہے جس کی چھینٹیں لوٹے اور بدن پر آتی ہیں، وہ چھینٹ پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

ناپاک زمین پر وضو کر کے پیر رکھنا نہ چاہئے۔حتی الوسع احتیاط کرنی چاہئے اور جس امر میں عموم بلویٰ ہو اس میں شارع کی طرف سے تخفیف کا حکم بھی ہوجاتا ہے۔(۲) فقط (پس صورت مسئولہ میں عموم بلویٰ ہے تو معاف ہوگا، مگر حتی الوسع اس طرح وضو کرنا چاہئے کہ چھینٹ نہ پڑنے پائے۔ظفیر) (فتاویٰ دارالعلوم:۳۶۰/۱۔۳۶۱)

ماءِ مستعمل کسے کہتے ہیں:

سوال: زید، عمر اور بکر کا باہم تنازع ماءِ مستعمل میں ہے۔زید کا بیان ہے کہ ماءِ مستعمل وہ پانی کہلاتا ہے کہ غسل یا وضو کرتے ہوئے اعضا سے جدا ہوکر زمین پر گرے، اسی ماءِ مستعمل کا یہ حکم بیان کیا جاتا ہے کہ وہ خود پاک ہے، لیکن دوسری شئی کو پاک نہیں کرسکتا، گو اعضا پر ناپاکی نہیں لگی ہوئی ہوتی مگر چونکہ اس کو بھی علی وجہ القربۃ استعمال کیا جاتا ہے اور معنیً اس سے حدث کا ازالہ ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا یہ حکم رکھا گیا ہے، بدیں وجہ زید ماءِ مستعمل کی تعریف کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وضو کرتے ہوئے جو پانی مساجد کی نالیوں میں گرتا ہے وہ ماءِ مستعمل ہے، خود پاک ہوتا ہے لیکن دوسری شئی کو پاک نہیں کرسکتا اور وہ پانی جو کہ وضو کے بعد لوٹے میں بچ جاتا ہے وہ طاہر وطہور دونوں ہے اور اس

---

(۱) قال العلامة الحصكفيؒ: "وانتضاح غسالة لا تظهر مواقع قطرها في الإناء عفوٌ". (الدر المختار)

وقال ابن عابدينؒ: وفي الفتح: "وماترشش على الغاسل من غسالة الميت مما لايمكنه الامتناع عنه مادام في علاجه لاينجسه لعموم البلوىٰ". (رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقي الذي يستقطر الخ:۳۲۵/۱، سعید)

(۲) (و) عفي الخ (بول انتضح كرؤوس إبر) الخ وإن كثر بإصابة الماء للضرورة، الخ وطين شارع وبخار نجس، وغبار سرقين، ومحل كلاب، وانتضاح غسالة لاتظهر مواقع قطرها في الاناء عفو. (در مختار)

وقال الشامي: وفي الفتح: وماترشش على الغاسل من غسالة الميت ممالايمكنه الامتناع عنه مادام في علاجه لاينجسه لعموم البلوىٰ. (ردالمحتار، باب الأنجاس: ۲۹۷/۱ تا ۳۰۰، ظفیر)

پانی کا استعمال ہر جگہ ہوسکتا ہے یعنی کپڑا و بدن وغیرہ پاک کر سکتے ہیں اور وضو کے کام میں بھی لا سکتے ہیں۔ چونکہ لوٹے کا پانی مستعمل نہیں ہوتا، اس لئے اس پانی سے وضو کرنے میں کیا شبہ اور کیا خلل؟

بیانِ مذکور پر بکر یہ کہتا ہے کہ نہیں، وضو کے بعد جو پانی لوٹے میں رہتا ہے وہ ماء مستعمل ہے اور اس سے وضو کرنا ناجائز ہے اور دلیل اور وجہ معقول اپنے نزدیک یہ بیان کرتا ہے کہ چونکہ وضو کرتے ہوئے پانی کے قطرے لوٹے میں ضرور گر جاتے ہیں، لہٰذا وہ مستعمل ہو جاتا ہے وضو کے کام میں لانا درست نہیں۔

زید نے اس کا معارضہ یہ پیش کیا ہے کہ اگر چند قطروں کی وجہ سے وہ مستعمل ہو گیا تو چاہئے کہ ہر ایک عضو کے واسطے جدا برتن ہو، چونکہ قطرہ ہاتھوں کا ضرور لوٹے میں بکر کے قول کے موافق گر جائے گا اور وہ پانی مستعمل ہو جائے گا۔ اس وجہ معقول کا جواب بکر صرف ان الفاظ میں دے کر پھر ایک معارضہ پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ لوٹوں کو بھی بغیر پاک کئے ہوئے وضو نہ کریں، چونکہ ماء مستعمل لپٹا ہوا ہے، بلکہ گھونٹ دو گھونٹ باقی رہ جاتا ہے۔ اس پر بکر یہ کہتا ہے کہ اس قدر کا کچھ حرج نہیں۔ پھر زید نے کہا کہ جب گھونٹ دو گھونٹ کا کچھ نقصان نہیں تو وضو کرتے ہوئے کونسے سو دو سو گھونٹ لوٹے میں گر جاتے ہیں۔

امید کہ برائے کرم مفصل جواب تحریر فرماویں کہ لوٹے کا بچا ہوا پانی مستعمل ہوتا ہے یا وہ پانی جو وضو کرتے ہوئے نالیوں میں گرتا ہے اور جس طرح کہ وضو کا بچا ہوا پانی پینا جائز ہے، اس پانی کو دوسری شئی کے پاک کرنے میں یا وضو کے کام میں لا سکتے ہیں یا نہیں، یعنی اس سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

دیگر جس مقام پر عربی داں عالم موجود ہوں اس مقام پر کسی شخص اردو داں کو یعنی استاد سے مسئلہ نہ سیکھا ہو اور متعدد مرتبہ بلکہ سب مسائل عقل پر زور دے کر اپنی ظاہری عزت کی وجہ سے غلط سلط بتلا دیتا ہو، شریعت مقدسہ میں ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ماء مستعمل وہ ہے کہ جس سے حدث کو زائل کیا گیا ہو یا علی وجہ القربۃ بدن میں استعمال کیا گیا ہو تو عضو سے علاحدہ ہوتے ہی اس کو مستعمل کا حکم دے دیا جائے گا، اس سے پہلے اس کو مستعمل نہیں کہا جائے گا خواہ بدن پر لگا ہوا ہو یا لوٹے وغیرہ میں بعد وضو موجود رہے۔ (۱)

(۱) مستعمل پانی کی تعریف: ایسا پانی جس کو غسل میں استعمال کیا جائے خواہ غسل جنابت ہو یا مسنون مستحب غسل، یا وضو میں استعمال ہو خواہ حدثِ اصغر کو دور کرنے کے لیے ہو یا بہ نیتِ ثواب وضو پر وضو کیا جائے، ان دونوں صورتوں میں بدن سے گرنے والا پانی مستعمل کہلاتا ہے۔

ایک قسم پانی کی وہ ہے جس سے نجاست حکمیہ (''نجاست حکمیہ'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کے لیے وضو اور غسل کو بعض حالتوں میں فرض قرار دیا ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ انسانی بدن سے گناہوں کے اثرات دور ہوں اور روحانی ترقی حاصل ہو۔ اور چوں کہ بدن پر کوئی ظاہری نجاست نہیں ہوتی ہے اس کے باوجود وضو کا یا غسل کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لیے یہ سمجھا جائے گا کہ بدن سے معنوی نجاست کو دور کرنا مقصود ہے) زائل کی جاتی ہے اور یہ تین طرح کی ہے۔ ==

"الـمـاء الـمستـعـمل ماء أزيل به حدث أو استعمل فى البدن علٰى وجه القربة... ومتى يصير الماء مستعملاً؟ الصحيح أنه كما زال عن العضو صار مستعملاً". (الهداية:۲۲/۱)(۱)

لہذا جو پانی وضو اور غسل کے بعد برتن، لوٹے وغیرہ میں بچا رہتا ہے وہ مستعمل نہیں اس کو پینا اور رفع حدث وغیرہ میں استعمال کرنا جائز ہے۔ البتہ جو قطرات وضو کرتے ہوئے بدن سے جدا ہو کر لوٹے میں گرتے ہیں وہ مستعمل ہیں اور ماء مستعمل خود تو طاہر ہوتا ہے مگر اس کو رفعِ حدث یعنی وضو اور غسل کیلئے استعمال کرنا جائز نہیں۔ ہاں کپڑا وغیرہ اس سے پاک کیا جا سکتا ہے: **(وهو (أى الـمـاء الـمستـعمل) طاهر)......(و)......(ليس بطهور) لحدث بل لخبث علـى الـراجـح الـمعتـمـد" قـال الشامي: "(قوله على الراجح) مرتبط بقوله بل لخبث: أى نجاسة حقيقية، فإنه يجوز إزالتها بغير الماء المطلق من المائعات خلافاً لمحمدؒ". (شامي:۲۰۷/۱)(۲)**

لیکن وہ قطرات قلیل ہیں، جب خالص پانی ان سے زیادہ ہے تو اب اس کو وضو کے کام میں لانے میں بھی کوئی خرابی نہیں۔

" الثالث أنهم قد صرحوا بأن الماء المستعمل على القول بطهارته إذا اختلط بالماء الطهور، لايـخـرجه عن الطهورية، إلا إذا غلبه أو ساواه، أما إذا كان مغلوباً فلايخرجه عن الطهورية، فيجوز الوضوء بالكل". (بحر:۷۰/۱)(۳)

==۱۔ اول وضو کا دھون: اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بے وضو ہے اور اس نے وضو کیا، یا باوضو ہے پھر بھی ثواب کے لیے دوبارہ وضو کیا تو پانی مستعمل ہو جائے گا۔

۲۔ اگر بے وضو آدمی وضو کے اعضا کے علاوہ کوئی اور عضو مثلاً ران، پہلو، پیٹ وغیرہ دھوئے تو یہ پانی مستعمل کے حکم میں نہ ہوگا۔

۳۔ کیوں کہ یہ اعضاء وضو نہیں ہیں۔ اعضاء وضو ہاتھ، پاؤں، چہرہ، ناک، کان، منھ اور سر ہیں کہ جب ان اعضا کو فرض یا سنت ہونے کی حیثیت سے دھویا جائے تو پانی مستعمل ہو جائے گا۔ چاہے کل اعضا دھوئے یا بعض۔

۴۔ جنبی یا حیض والی عورت نے وضو کیا تو بھی پانی مستعمل ہو جائے گا۔

۵۔ اعضا کو ایک بار دھوئے یا تین بار، ہر دفعہ کا دھون مستعمل کے حکم میں ہوگا۔ البتہ اگر اس سے زیادہ چوتھی بار دھوئے تو یہ اسراف ہے اور مستعمل کے حکم میں نہیں ہوگا۔

۶۔ اگر باوضو آدمی صرف ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے بلانیتِ ثواب دوبارہ وضو کرے تو وہ پانی مستعمل نہیں ہوگا۔

۷۔ اگر وضو کے لیے پانی چلو میں لیا یا وضو کے لیے برتن میں رکھے ہوئے پانی میں انگلی ڈال دی تو پانی مستعمل نہیں ہوگا۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۶۶ تا ۶۹، انیس)

(۱) الهداية:۳۹/۱، الماء المستعمل، مكتبه شركة علمية.

(۲) الدر المختار مع ردالمحتار:۲۰۱/۱، مبحث الماء المستعمل، سعيد.

(۳) البحر الرائق:۱۲۹/۱۔ المياه، رشيدية.

دیگر غیر عالم کو بغیر واقفیت کے مسئلہ اپنی عقل کے زور سے بتانا سخت گناہ ہے، خصوصاً جب کہ وہاں عالم بھی موجود ہو، اور اگر اس نے غلط بتلایا اور کسی نے اس پر عمل کیا تو عمل کرنے والے کا گناہ بھی بتلانے والے کے ذمہ ہوگا:

"عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من أفتى بغير علم فإثمه علىٰ من أفتاه" رواه أبو داؤدؒ. (مشكوٰة شريف: ص ۳۵)(۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا"۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۲/۵، ۱۲۶)

ماء مستعمل:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں:

زید کہتا ہے کہ اگر لوٹے میں وضو کیلئے پانی رکھا گیا اور متوضی کی انگلی یا کسی اور شخص کی جو کہ بے وضو ہو انگلی پڑ گئی تو وہ پانی ماء مستعمل ہو جاتا ہے اور پھر اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔ ماء مستعمل کب ہوتا ہے اور کتنے عضو کے پانی میں پڑ جانے سے پانی مستعمل ہو جاتا ہے؟

"كذا إذا وقع الكوز في الجبّ، فأدخل يده فيه إلى المرفق لإخراج الكوز، لا يصير مستعملاً بخلاف ما إذا أدخل يده في الإناء أو رجله للتبرد، فإنه يصير مستعملاً لعدم الضرورة، هكذا في الخلاصة. ويشترط إدخال عضو تامٍ لصيرورة الماء مستعملاً في الرواية المعروفة عن أبي يوسف، كذا في المحيط و بإدخال الإصبع و الإصبعين لا يصير مستعملاً، كذا في الظهيرية". (فتاویٰ عالمگیریہ: ۱۲/۱)

جواب مکمل و مدلل فرمائیں۔

نیز خط کشیدہ عبارت کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا، اس کا مطلب بھی سمجھا دیجئے کہ یہ قول معتبر ہے یا نہیں؟ اور نیز معترض یہ بھی وجہ بیان کرتا ہے کہ چونکہ حصۂ انگلی یا انگلی ڈوب جانے سے اس حصہ کی نجاست حکمیہ زائل ہوگئی۔ لہٰذا وہ پانی مستعمل ہو گیا۔ کنویں سے گھڑا بھرا جاتا ہے اور اس کو ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا جاتا ہے جس سے اس میں اکثر انگلیاں ڈوب جاتی ہیں، لہٰذا زید کے کہنے کے مطابق اس سے وضو جائز نہیں اور ہم لوگوں کے یہاں یہی طریقہ پانی لانے میں ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں اس پانی سے وضو کی ہوئی نمازیں بھی باطل ہوں گی۔ کیا یہ شبہ صحیح ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ماء مستعمل سے وضو جائز نہیں، لیکن اگر ماء مستعمل اور غیر مستعمل مخلوط ہوں اور غیر مستعمل زیادہ ہو تو وضو جائز ہے

(۱) مشكوٰة المصابيح، كتاب العلم، قبيل الفصل الثالث: ۳۵۔ قدیمی

کیونکہ مفتیٰ بہ اور مختار قول کے مطابق ماء مستعمل طاہر غیر مطہر ہے۔(١)

جب لوٹے میں ایک انگلی یا گھڑے میں چند انگلیاں ڈوب جائیں تو اس سے وہ تمام یا اکثر مستعمل نہیں ہوتا بلکہ جس قدر حصۂ ماء سے انگلی ملاقی ہوگی اسی قدر حصہ مستعمل ہوگا اور وہ بہت ہی قلیل مقدار ہے:

والغلبة في المائع الذي لاوصف له كالماء المستعمل،تكون الغلبة بالوزن، وهذا الاعتبار يجرى في ماء ألقى الماء المستعمل في المطلق أو انغمس الرجل فيه على ماهو الحق. وأما ما في كثيرمن الكتب:من أن الجنب إذا أدخل يده أورجله في الماء، فسد الماء، فمبنيٌ على رواية نجاسة الماء المستعمل، وهي رواية شاذة، وأما على المختار للفتوىٰ، فلا.

قال في البحر:

"فإذاعرفت هذا فلا تتأخر عن الحكم بصحة الوضوء:أي والغسل من الفساقي الصغار الكائنة في المدارس والبيوت،إذ لافرق بين استعمال الماء خارجاً ثم صبه في الماء المطلق وبين ما إذا انغمس فيه، فإنه لايستعمل منه إلا ما تساقط عن الأعضاء أو لاقىٰ الجسد فقط، وهو بالنسبة لباقي الماء قليل، ويتعين عليك حمل كلام من يقول بعدم الجوازعلى القول الضعيف لاالصحيح،فالحاصل:أنه يجوزالوضوء والغسل من الفساقي الصغارمالم يغلب على ظنه أن الماء المستعمل أكثر أومساوٍ،ولم يغلب على ظنه وقوع نجاسة فيه، وتمامه فيه". (٢)

"واعلم أن صفة الماء المستعمل حكى بعضهم فيها خلافاً على ثلاث روايات، وقال مشايخ العراق:لم يثبت في ذلك اختلاف أصلاً،بل هوطاهرٌغيرطهورعند أصحابنا جميعاً،قال شيخ الإسلام في شرح الجامع الصغير:وهو المختارعندنا،وهو المذكورفي عامة كتب محمدؒ عن أصحابنا،واختاره المحققون من مشائخ ماوراء النهر. وقال في المجتبىٰ: وقد صحت الروايات

(١) عن جابرؓ يقول: جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم يعودني وأنا مريض لاأعقل فتوضأ وصب عليَّ من وضوئه فعقلت. (بخاري،باب صب النبي صلى الله عليه وسلم وضوءه على المغمي عليه)

سمعت السائب بن يزيد يقول: ذهبت بي خالتي إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: يا رسول الله ! إن ابن أختي وقع، فمسح رأسي ودعا لي بالبركة ثم توضأ فشربت من وضوءه. (بخاري،باب استعمال فضل وضوء الناس)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماء مستعمل پاک ہے تب ہی تو وضو کا پانی پلایا۔غیر مطہر کی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر عضو کے وضو کے لئے الگ الگ پانی لیا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أتحبون أن أريكم كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ فدعا بإناء فيه ماء فاغترف غرفة بيده اليمنى فتمضمض واستنشق ثم أخذ أخرىٰ فجمع بها يديه ثم غسل وجهه، الخ . (أبوداؤد،باب في الوضوء مرتين،انیس)

(٢) حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح: ص٢٦۔كتاب الطهارة، قديمي.

عن الكل أنه طاهر غير طهور، إلا الحسن وروايته شاذة غير مأخوذ بها، كما في مجمع الأنهر" الخ.(طحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارة:۱۴-۱۶)(۱)

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بحر میں اور شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ردالمحتار میں اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔

خط کشیدہ عبارت کا مطلب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی ظرف میں اگر پورا ہاتھ دیا جائے اور وہ ظرف زیادہ بڑا نہ ہوتو اس پانی کا اکثر حصہ ہاتھ سے ملاقی ہوکر مستعمل ہوجائے گا۔ اگر صرف ایک دوانگلی اس میں داخل کرے تو اس سے وہ تمام پانی مستعمل نہ ہوگا، چونکہ اس طرح اکثر حصہ انگلی سے ملاقی نہ ہوگا بلکہ اقل ملاقی ہوگا اور غلبہ غیر مستعمل کو حاصل رہے گا۔ پس تمام پانی سے وضو کے جواز کا حکم دیا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/ جمادی الاولیٰ ۶۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، ۱۷/ جمادی الاولیٰ ۶۹ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۰/۵، ۱۲۲)

ماء مستعمل کا حکم:

سوال: (۱) وضو کا مستعمل پانی جو نالی میں گرتا ہے وہ پاک ہے یا ناپاک؟ اگر وضو کرتے وقت جلدی میں ٹوپی نالی میں گرگئی اور بغیر دھوئے ہوئے پہن کر نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

سوال: (۲) ایسے ہی غسل خانہ میں کوئی نجاست نظر نہیں آتی، ایک شخص نے دیوار پر کپڑے رکھے، وہ ہوا سے غسل خانہ میں گرگئے اور اس نے بلا دھوئے نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلياً

(۱) ماء مستعمل مفتیٰ بہ قول پر پاک ہے، اگر وضو کی نالی میں کوئی نجاست نہیں تھی تو ایسی ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔(۲)

(۲) ان کپڑوں کا حکم بھی یہی ہے، تاہم ایسی ٹوپی اور کپڑوں کا دھولینا أحوط ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۳/۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۳/۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۶/۵)

---

(۱) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارة ص:۲۳، قدیمی۔ كذا في الدر المختار: ۱۹۸/۱، مبحث الماء المستعمل، سعيد، البحر الرائق: ۱۶۴/۱، مبحث الماء المستعمل، رشيدية. مجمع الأنهر: ۳۰/۱، المياه، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

(۲) في النوازل: روي عن أبي حنيفة رحمه الله تعالیٰ: أن الماء المستعمل .... وهذا إذا اجتمع في موضع، ثم أصاب الثوب، أما إذا تقاطر من أعضائه وأصاب الثوب، فإنه لايغسل في قولهم جميعا. (الفتاویٰ التاتارخانية: ۲۱۳/۱، الماء المستعمل، إدارة القرآن، کراچی)

مستعمل پانی کا حکم:

سوال: وضو یا غسل میں مستعمل پانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

وضو یا غسل میں مستعمل پانی پاک ہے، لیکن اس کا اندرونی استعمال مکروہ تنزیہی ہے اور اس سے وضو اور غسل درست نہیں، البتہ نجاست حقیقیہ کے لئے مطہر ہے یعنی اس سے نجس چیز دھوئی جائے تو پاک ہو جائے گی۔

قال العلاء رحمه الله تعالىٰ: (وهو طاهر) ولو من جنب وهو الظاهر، لكن يكره شربه والعجن به تنزيهاً للاستقذار، وعلىٰ رواية نجاسته تحريماً (و) حكمه أنه (ليس بطهور) لحدث بل لخبث على الراجح المعتمد، وفي الشامية: (قوله على الراجح) مرتبط بقوله بل لخبث: أي نجاسة حقيقية، فإنه يجوز إزالتها بغير الماء المطلق من المائعات خلافاً لمحمد رحمه الله تعالىٰ. (رد المحتار: ١/١٨٥، قبيل مطلب مسئلة البئر جحط) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (احسن الفتاویٰ: ۲/۴۰)

ماء مستعمل سے ازالۂ نجاست:

سوال: بعض کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ماء مستعمل کے ذریعہ نجاستِ حقیقیہ کا ازالہ جائز ہے، یہ کیونکر؟ جبکہ قول مفتیٰ بہ کی بنا پر ماء مستعمل طاہر غیر مطہر ہے، پھر تخصیص نجاستِ حقیقیہ کے ساتھ کونسی دلیل سے کی گئی ہے؟ کیا نجاست حقیقیہ کی دونوں قسمیں مرئیہ وغیر مرئیہ، نیز نجاستِ حکمیہ کی تطہیر ماء مستعمل سے نہیں ہوسکتی؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

"(و) حكمه أنه (ليس بطهور) لحدث بل لخبث على الراجح المعتمد" الخ، درمختار (قوله: ليس بطهور): أي ليس بمطهر (قوله على الراجح) مرتبط بقوله بل لخبث: أي نجاسة حقيقية، فإنه يجوز إزالتها بغير الماء المطلق من المائعات خلافاً لمحمد، الخ". (ردالمحتار: ١/١٣٤)(۱)

عبارتِ منقولہ سے معلوم ہوا کہ قولِ راجح معتمد پر ماء مستعمل سے ازالۂ نجاستِ حقیقیہ وحکمیہ باقسامہا درست نہیں ہوگی۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۴۳، ۲۴۴)

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ١/٢٠١، مطبوعة زكريا ديوبند، مبحث الماء المستعمل۔ سعید

"أما غسالة النجاسة الحكمية: وهي الماء المستعمل فهو في ظاهر الرواية طاهر غير مطهر، أي لايجوز التوضؤ به لكن في الراجح يجوز إزالة النجاسة الحقيقية به الخ". (الفقه الإسلامي وأدلته: ١/٣٤١، مكتبة دار الفكر المبحث الرابع، وحكم الغسالة، رشيدية)

(۲) **مستعمل پانی کے استعمال کا حکم:**

مستعمل پانی پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں ہے، اس لیے اسے وضو اور غسل کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ البتہ وضو اور مسنون غسل کا مستعمل پانی نجاست حقیقی کو پاک کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، مگر جنابت کے غسل کا مستعمل پانی اس سے مستثنیٰ ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۱۱۔ الدر المختار: ۱/۲۰۰)

==

جس نالی میں وضو کا مستعمل پانی بہتا ہے اس نالی سے وضو کرنے کا حکم:

سوال: (۱) ٹین کی سوفٹ کی نالی ہے جس پر بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ اپنے اپنے لوٹوں سے وضو کر رہے ہیں، اب اس کا پانی بہتا ہوا نالی کے باہر جاتا ہے اگر کوئی شخص نالی کے اخیر میں بیٹھ کر وضو کرنے لگے اس خیال سے کہ یہ ماء جاری ہے تو کیا اس شخص کے لیے یہ فعل جائز ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۲) اگر اس پانی کے علاوہ دوسرا پانی بھی نہ ہو تو دوسرے لوگ کیا کریں؟ آیا وضو اور تیمّم دونوں کریں یا صرف وضو یا صرف تیمّم؟ (المستفتی ۱۲۱۴، کریم اللہ خاں صاحب (ضلع بلاس پور) ۱۷/رجب ۱۳۵۵ھ/۱۴/اکتوبر ۱۹۳۶ء)

الجواب

اگر اس نالی میں صرف وہی پانی بہہ کر جاتا ہے، جو لوگوں کے استعمال سے گرتا ہے، تو وہ سارا پانی غیر مطہر ہے، اس سے وضو جائز نہیں، لیکن اگر پانی میں وضو کے استعمالی پانی کے علاوہ اور پانی بھی آتا ہو اور وہ غیر مستعمل پانی مقدار میں مستعمل سے زیادہ ہو تو وہ پاک اور پاک کرنے والا ہے، اس سے وضو جائز ہوگا۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۲/۲۸۵)

اگر وضو کے پانی میں مستعمل پانی مل جائے:

سوال: وضو کرتے وقت وضو کے پانی میں ہاتھ سے چند قطرات گر جائیں، تو کیا باقی پانی سے وضو ہو سکتا ہے؟

الجواب

جو پانی وضو میں استعمال ہو کر جسم سے گرے، اسے مستعمل پانی کہتے ہیں، مستعمل پانی پاک تو ہے، لیکن دوبارہ اس سے وضو یا غسل نہیں کیا جا سکتا، اگر یہ پانی دوسرے صاف پانی کے ساتھ مل جائے، تو اگر اتنی مقدار میں مل گیا کہ اس مستعمل پانی کی مقدار بڑھ گئی تو اس سے وضو کرنا درست نہیں، اگر چند قطرے مستعمل پانی کے گر گئے، یا اس سے زیادہ لیکن غالب مقدار صاف (غیر مستعمل) پانی کی ہے تو اس سے وضو کیا جا سکتا ہے:

"الماء المستعمل إذا وقع فی البئر لا یفسده إلا إذا غلب". (۲) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۹-۵۰)

== اگر کوئی دوسرا اچھا پاک پانی نہ ہو اور مستعمل پانی کو استعمال میں لانا مقصود ہو، تو اس میں مطلق غیر مستعمل پانی اس سے زائد مقدار میں ملا دیں، پھر اس سے وضو و غسل جائز ہو جائے گا۔ (بدائع الصنائع/الدر المختار: ۱/۱۸۲)

وضو و مسنون غسل کا مستعمل پانی پاک ہے، مگر اس کو پینا یا کھانا پکانے میں استعمال کرنا طبعی نفرت کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے، اس لیے اسے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ جس پانی سے وضو و غسل جائز نہیں ہے، جیسے عرق گلاب و سرکہ وغیرہ اگر اسے کسی شخص نے وضو یا غسل میں استعمال کیا، تو وہ پانی مستعمل پانی کے حکم میں نہیں ہوگا۔ (الدر المختار: ۱/۱۹۸)۔ (طہارت کے احکام و مسائل، صفحہ ۷۱، ۷۲، انیس)

(۱) "الماء المستعمل إذا وقع فی البئر لا یفسده إلا إذا غلب". (الفتاویٰ الهندیة: ۱/۲۳، الفصل الثانی فیما لا یجوز به التوضأ، انیس)

(۲) الفتاویٰ الهندیة: ۱/۲۳، الفصل الثانی فیما لا یجوز به التوضأ.

وضو کا پانی لوٹے میں گرنے سے پانی مستعمل نہیں ہوتا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اگر وضو کا پانی لوٹے میں گر جاوے وقت وضو کرنے کے، تو پانی لوٹے کا مکروہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ——————

وضو کا قطرہ لوٹے میں گرانا مکروہ ہے مگر وہ پانی مستعمل نہیں ہوتا، وضو اس سے درست ہے۔(۱) فقط

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ۲۳۷و۲۳۸)

بلانیتِ وضو، پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل نہیں ہوتا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص بلانیتِ وضو کسی پانی کے ٹین میں ہاتھ ڈالدے تو کیا وہ پانی مستعمل ہو جائے گا؟ بینوا توجروا۔

الجواب ——————

یہ پانی مستعمل نہیں ہے۔

لعدم إزالة الحدث به ولعدم التقرب عنده. (شامی)(۲) وهو الموفق

(فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم: ۵۳)

چھوٹے برتن میں پانی کے اندر ہاتھ یا انگلی ڈوب جائے، تو یہ پانی مستعمل کہلائے گا یا نہیں:

سوال: بعض مولویوں سے سنا ہے کہ قلیل پانی میں اگر بغیر وضو کئے ہاتھ کا کوئی حصہ مثلاً انگلی یا ہتھیلی ڈوب جائے تو وہ پانی پاک تو رہتا ہے، مگر مستعمل ہو جاتا ہے، اور مستعمل پانی سے وضو درست نہیں، کیا یہ مسئلہ صحیح ہے؟

الجواب ——————

برتن کا پانی مستعمل جب ہوتا ہے کہ برتن میں ہاتھ ڈالتے ہوئے وضو یا غسل کا ارادہ ہو مثلاً برتن میں ہاتھ ڈال کر برتن کے اندر ہی پانی سے ہاتھ کو مَلے اور مَلنے سے مقصود وضو یا غسل کرنا ہے، اور اگر پانی میں ہاتھ اس واسطے ڈالا ہے کہ

---

(۱) الفتاویٰ الهندية: ۲۳/۱، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضأ۔ انیس

(۲) قال العلامة الحصكفي: (أو) بماء (استعمل) لأجل (قربة) أي ثواب ولو مع رفع حدث أو من مميز أو حائض لعادة عبادة أو غسل ميت أو يد لأكل أو منه بنية السنة (أو) لأجل (رفع حدث) ولو مع قربة كوضوء محدث ولو للتبرد، فلو توضأ متوضىء لتبرد أو تعليم أو لطين بيده لم يصر مستعملاً اتفاقاً، الخ. (الدر المختار على صدر رد المحتار: ص ۱۳۸، ۱۳۹ جلد اول، مبحث الماء المستعمل)

پانی ہاتھ میں لے کر برتن سے الگ وضو یا غسل کے لئے دھویا جائے گا تو برتن کا پانی مستعمل نہ ہوگا، بلکہ جو پانی ہاتھ کو مَلتے ہوئے گرے گا وہ مستعمل ہوگا۔(۱) واللہ اعلم، ۲۶ محرم ۱۳۴۹ھ (امداد الاحکام جلد اول ص ۳۸۵ تا ۳۸۶)

شیعہ کے وضو کا بقیہ پانی:

سوال: کسی شیعی مذہب رکھنے والے نے وضو کیا اور لوٹے میں اس کے وضو کرنے کے بعد پانی بچ رہا ہے تو وہ پانی طاہر ہے یا نہیں؟

الجواب

شیعوں کے متعلق پوری معلومات تو مولانا عبدالشکور صاحب رحمہ اللہ کو ہیں، ان سے دریافت کرنا چاہیے، مگر میرے خیال میں ان کے وضو کا بقیہ پانی پاک ہے۔(۲) (مکتوبات: ۱/ ۲۷۸) (فتاویٰ شیخ الاسلامؒ: ص ۲۱و۲۲)

ماء مشمس کی کراہت کی شرائط:

سوال: حدیث میں ماء مشمس کے استعمال سے نہی وارد ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ماء مشمس کی کیا تعریف ہے؟ کیا وہ پانی جو ٹنکی کے اندر دھوپ کی وجہ سے گرم ہو گیا ہو اس میں داخل ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملهم الصواب

احناف کے یہاں ماء مشمس کے استعمال کی کراہت مختلف فیہ ہے۔ راجح یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے یہ کراہت بھی تب ہے کہ گرم علاقہ میں اور گرم وقت میں ہو اور سونے چاندی کے سوا کسی دوسری دھات کے برتن میں ہو اور گرم ہونے کی حالت میں استعمال کرے۔

قال في العلائية: (وبماء قصد تشميسه بلا كراهة) وكراهته عند الشافعية طبية، وفي الشامية: وذكر شروط كراهته عندهم (الشافعية)، وهي أن يكون بقطر حار وقت الحر في إناء منطبع غير نقد، وأن يستعمل وهو حار، (إلىٰ قوله) وفي الغاية: كره بالمشمس في قطر حار في أوان منطبعة، (إلىٰ قوله) أن المعتمد الكراهة عندنا لصحة الأثر وأن عدمها رواية. والظاهر أنها تنزيهية عندنا أيضاً، بدليل عده في المندوبات، فلا فرق حينئذٍ بين مذهبنا ومذهب الشافعي. (رد المحتار: ج۱/ ۱۶۷، باب المياه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ ۲۲/ رجب ۸۸ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۴۳۔۴۴)

---

(۱) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار: ص ۱۳۸، ۱۳۹ جلد۱، مبحث الماء المستعمل۔ انیس

(۲) یہ حکم اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہے: ''ولا فرق بين الكبير والصغير والمسلم والكافر ذكره صاحب مراقي الفلاح تحت حكم الآسار: أنه طاهر مطهر''. (مراقي الفلاح مع الطحطاوي: ص ۱۷، عالمگيري: ۱/ ۲۳، قاضي خان: ۱/ ۱۸)

ماء مستعمل کا پیروں تلے آنا کیسا ہے:

سوال: وضو کے مستعمل پانی کا راہگیروں کے تلے آجانا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

وضو کا مستعمل پانی طاہر غیر مطہر ہے۔(۱) ایسے پانی کا پیروں تلے آنا ممنوع نہیں، جب کہ طاہر ومطہر پانی کہ جس سے وضو وغسل بلا کراہت درست ہے، پیروں تلے آنا ممنوع نہیں، تو طاہر وغیر مطہر پانی یعنی وضو کا مستعمل پانی کہ جس سے وضو وغسل درست نہیں پیروں تلے آنے میں شرعی وطبعی قباحت نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

(مرغوب الفتاویٰ:۲/۳۴۔۳۵)

وضو کا پانی بیت الخلا کی موری میں:

سوال: گزشتہ اتوار کو جامع مسجد وقار آباد کے انتظامی امور کو حل کرنے کے لئے اراکین انتظامی کمیٹی کی ایک نشست کا اہتمام کیا گیا تھا، اراکین کمیٹی نے یہ تجویز رکھی تھی کہ مسجد کے بیت الخلا کی موری کی، پانی کی قلت کی وجہ سے، مناسب صفائی نہیں ہورہی ہے، اس لئے وضو کا پانی جانے کے لئے جو علاحدہ موری ہے، اس کا رخ بیت الخلا کی موری کی طرف کردیا جائے، تو وضو کے پانی سے بیت الخلا کی موری صاف رہے گی، تو ایک رکن نے یہ اعتراض کیا کہ وضو کا پانی بیت الخلا میں جانے سے نمازیوں کے دلوں میں وسوسے آتے ہیں، کیا یہ اعتراض درست ہے؟ (م،ص، وقار آباد)

الجواب ــــــــــــــــــــ

یہ بات کہ وضو کا پانی بیت الخلا کی نالی میں جائے تو اس سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں کسی حدیث سے ثابت نہیں اور نہ میرے علم کے مطابق فقہانے ایسا کچھ لکھا ہے۔ البتہ یہ بات آئی ہے کہ پیشاب میں احتیاط نہ کرنے اور غسل خانہ میں وضو کرنے سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے، اس لئے آپ ان دونوں موریوں کو ایک جگہ ملا سکتے ہیں یوں بھی آخر دونوں پانی کو ڈرینج کی لائن میں پہنچنا ہی ہے۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۴۲۔۴۳)

وضو میں مستعمل پانی کی شرعی حیثیت:

سوال: ماقولکم أیها العلماء الکرام والفضلاء العظام فی الماء المستعمل بالوضوء والغسل أله العزة والکرامة وأ یجوز إجراء ذلک الماء علی المقامات النجسة والبول والغائط وغیرها قصداً لطهارة تلک المقامات وأ یجوز أن یبول فی ذلک الماء، وما قولکم فیمن یرتکب ذلک الفعل عمداً ویصر علیه أله حکم الفاسق أم لا، بینوا بالسند توجروا بالخلد .(۲)

(۱) وقال محمدؒ وهورواية عن أبی حنيفةؒ هوطاهرغيرطهور .(الهداية: ص۲۲جلداول)

(۲) خلاصۂ سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام وفضلاء عظام، وضو اور غسل میں استعمال کئے گئے پانی کے بارے میں، ==

الجواب

قال فی الدر: ومن منهیاته التوضؤ بفضل ماء المرأة، وفی موضع نجس، لأن لماء الوضوء حرمة، الخ (مع الشامی: ج۱ص۱۳۸)(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ ماء مستعمل وضو کی حرمت شریعت میں ہے، اس لئے مقام نجس میں وضو کرنا مکروہ ہے، لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں ملی کہ محل نجس میں کراہت توضی سے مراد کراہت تحریمیہ ہے، بظاہر کراہت تنزیہیہ ہے، اور وہ بھی حنفیہ کے قول ثالث پر کہ ماء مستعمل طاہر غیر طہور ہے اور یہی صحیح اور مفتیٰ بہ ہے اور روایت نجاست مستعمل پر خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ ماء مستعمل کی کچھ حرمت نہ ہوگی، **لأن النجس لاحرمة بل یحترز عنه ویتوقی**، پس اس مسئلہ میں نزاع اور غلو نہ کرنا چاہئے کیونکہ حنفیہ کے اقوال طہارت ونجاست مستعمل میں مختلف ہیں، پس حرمت بھی اس کی مختلف فیہا ہے۔ واللہ اعلم

، یکم رجب ۱۳۴۵ھ (امداد الاحکام جلد اول ص ۳۷۹و۳۸۰)

جنبی سے غسل کرتے وقت جو پانی گرتا ہے وہ برتن میں پڑے تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر کوئی شخص جنابت کا غسل کرے، یا عورت حیض ونفاس کا اور قطرے برتن کے بیچ میں گریں تو پانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اس میں کچھ حرج نہیں، پانی پاک ہے (۲) اور قلیل مستعمل کثیر غیر مستعمل کو مستعمل نہیں بناتا۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۱۳۷و۱۷۴)

== کیا اس پانی کی کچھ حرمت وعظمت ہے، کیا اس پانی کو پاخانہ پیشاب وغیرہ ناپاک جگہوں کو پاک کرنے کے ارادے سے استعمال کیا جاسکتا ہے، کیا اس پانی میں پیشاب کرنا جائز ہے اور جو اس کا مرتکب ہو اور اس پر اصرار بھی کرے، تو اس کے بارے میں آپ حضرات کیا فرماتے ہیں، کیا اس پر فاسق کا حکم لگے گا یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب مرحمت فرماویں اور جنت کے مستحق ہوں۔ انیس

(۱) الدر المختار علی صدر رد المحتار، کتاب الطهارة، مطلب فی الإسراف فی الوضوء، انیس

(۲) جنب اغتسل فانتضح من غسله شیء فی إنائه لم یفسد علیه الماء. (عالمگیری مصری، باب المیاه: ۱/۲۲. ظفیر)

(قوله وهو طاهر ولو من جنب الخ) رواه محمدؒ عن الإمام وهذه الروایة هی المشهورة عنه، واختارها المحققون، قالوا علیها الفتویٰ، لافرق فی ذلک بین الجنب والمحدث، واستثنیٰ الجنب فی التجنیس إلا أن الإطلاق أولیٰ وعنه التخفیف والتغلیظ، ومشائخ العراق نفوا الخلاف وقالوا إنه طاهر عند الکل. وقد قال فی المجتبیٰ: صحت الروایة عن الکل أنه طاهر غیر طهور، الخ (قوله وهو الظاهر) کذا فی الذخیرة أی ظاهر الروایة، وممن صرح بأن روایة الطهارة ظاهر الروایة وعلیها الفتویٰ. (رد المحتار، مبحث الماء المستعمل: ۱/۱۸۵) مگر شرط یہ ہے کہ بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست حقیقیہ لگی ہوئی نہ ہو۔ ظفیر)

<u>غسل کا دھون:</u> غسل چاہے جنابت کا ہو یا حیض ونفاس کی طہارت کا، پانی مستعمل ہوجائے گا۔ اسی طرح ایسے تمام مواقع جن کے لیے غسل مسنون یا مستحب ہے، جیسے جمعہ، عیدین وغیرہ۔ اگر کوئی ان مواقع کے لیے بہ نیت ثواب غسل کرے، تو پانی مستعمل ہوجائے گا۔ اگر جنبی یا حیض ونفاس والی عورت نے بعض اعضاء بدن ہاتھ، منھ یا سر وغیرہ کو دھویا تو پانی مستعمل ہوجائے گا۔ اگر کسی پاک شخص نے ٹھنڈک کے لیے غسل کیا یا سر وغیرہ دھویا تو پانی مستعمل نہیں ہوگا۔ اگر اپنے اعضاء وضو وغسل کو رومال سے پونچھا اور رومال بھیگ گیا یا اعضا سے پانی ٹپک کر کپڑے پر گرا تو کوئی حرج نہیں دونوں پاک ہیں۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۶۹، انیس)

(۳) أو مماثلاً کمستعمل فبالأجزاء، فإن المطلق أکثر من النصف جاز التطهیر بالکل... ==

جنبی اور حائضہ کے استعمال شدہ پانی کا حکم:

سوال: جنبی اور حائضہ کا ماء مستعمل پاک ہے یا ناپاک؟ یعنی جنبی اور حائضہ کا ماء مستعمل، ماء قلیل یا کنویں وغیرہ میں گر جائے تو وہ پاک رہے گا یا ناپاک؟ اسی طرح اگر کپڑے وغیرہ میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کپڑے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اگر ماء مستعمل اس کا ناپاک ہے تو پھر حائضہ عورتوں کا کھانا وغیرہ بنانا دیگر امور میں اشتباہ پیدا ہو جائے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جنبی، حائضہ اور نفساء کے ہاتھ وغیرہ سے لگا ہوا پانی نجس نہیں، جب کہ اس کے ہاتھ پر نجاست حقیقیہ نہ لگی ہو۔(۱) ایسا پانی اگر کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔(۲) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔(فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۶/۵۔۱۲۷)

بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے:

سوال: اگر بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو پانی پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

بچے کے ہاتھ ڈالنے سے پانی نجس نہیں ہوتا، البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جائیگا چونکہ چھوٹے بچوں کا اعتبار نہیں، اس لئے دوسرے پانی کے ہوتے ہوئے اس پانی سے وضو کرنا بہتر نہیں۔

ولو أدخل الكفار والصبيان أيديهم لايتنجس إذا لم يكن على أيديهم نجاسة حقيقية فلو أدخل الصبي يده في الإناء لايتوضأ به استحساناً ولو توضأ به جاز. (منية)(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۷/صفر ۸۶ھ۔(احسن الفتاویٰ: ۴۱/۲)

== وإلا لا،وهذا يعم الملقى والملاقى، ففى الفساقى يجوز التوضؤ مالم يعلم تساوى المستعمل. (الدر المختار على صدر ردالمحتار، باب المياه،مطلب فى مسئلة الوضوء من الفساقى: ۱۶۸/۱۔ظفیر)

(۱) وفى فتاوىٰ قاضى خان : المحدث أو الجنب إذا أدخل يده فى إناء للاغتراف،وليس عليه نجاسة،لا يفسد الماء يعنى لاينجس، ولا يصير مستعملاً الخ. (الحلبى الكبير:۱۵۲،الماء المستعمل، سهيل اكيدمى،لاهور)

عن ابن عباسؓ قال:ليس على الثوب جنابة،ولا على الأرض جنابة،ولاعلى الرجل يمسه الجنب جنابة وليس على الماء جنابة يقول إذا سبقته يده فأدخلهما فى الماء وهوجنب قبل أن يغسلهما فلا بأس .(مصنف عبد الرزاق،باب الماء يمسه الجنب أو يدخله:۷۱/۱،نمبر ۳۰۹) اس قول صحابی سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر جنبی کے ہاتھ پر نجاست نہ ہو تو پانی میں ہاتھ ڈالنے سے ناپاک نہیں ہوگا۔انیس

(۲) وإن انتضح من غسالة الجنب فى الإناء لا يفسد الماء،أما إن سال فيه سيلانا،فإنه يفسده،وعلىٰ هذا حوض الحمام،وعلىٰ قول محمدؒ.وهو المختار. لا يفسده مالم يغلب عليه علىٰ ما تقدم ،الخ .(الحلبى الكبير:۱۵۳،الماء المستعمل، سہیل اکیدمی، لاہور)

(۳) الحلبى الكبير فصل فى احكام الحياض: ۱۰۳۔سہیل اکیڈمی لاہور۔انیس

بیت الخلاء کا لوٹا ڈرم میں ڈال کر پانی لینا:

سوال: جامع مسجد میں پانی گرم کرنے کیلئے ایک ڈرم رکھا ہوا ہے، اکثر لوگ اس میں غسل خانہ اور بیت الخلاء کا مستعمل لوٹا ڈالتے ہیں، تو ڈرم کا پانی ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر چہ لوٹے پر بظاہر کوئی نجاست نہیں لگی ہوئی ہے، لیکن یہ لوٹا غسل خانہ اور بیت الخلاء میں رکھا جاتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

غسل خانہ یا بیت الخلاء کا مستعمل لوٹا ناپاک نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی زمین پر رکھنے سے ناپاک ہوتا ہے۔(۱) البتہ اگر غسل خانہ کا پانی غسل خانہ میں جمع ہوتا ہے کسی جگہ، اور پانی جمع ہونے پر لوٹا رکھا جاتا ہے تو لوٹے کی تلی ناپاک ہوجائے گی۔ عموماً بیت الخلاء میں لوٹا رکھنے کی جگہ طاقچہ وغیرہ بنا ہوتا ہے اس جگہ پر لوٹا رکھا جاتا ہے، لیکن اگر بیت الخلاء میں لوٹا رکھنے کی جگہ نہیں ہے بلکہ لوٹا نیچے وہاں رکھا جاتا ہے جہاں استنجے کا پانی وغیرہ پڑتا ہے یا بھنگی نے بیت الخلاء دھویا یا وہاں بھیگی ہوئی جگہ پر لوٹا رکھا جاتا ہے، ان دونوں صورتوں میں بھی لوٹے کی تلی ناپاک ہوجاتی ہے۔

لوٹے پر نجاست لگی ہوئی نظر آئے یا نہ آئے، ناپاک پانی یا ناپاک مٹی لگنے سے بھی تلی نجس ہوجاتی ہے اس لئے ایسے لوٹے کو ڈرم کے اندر ڈالنے سے احتیاط کرنا چاہئے، شبہ ہو تو نہ ڈالنا چاہئے جب تک کہ پاک نہ کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲۸/۱۱/۸۹ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۸۳/۵)

نابالغ بچوں کی اطلاع پر پانی کی نجاست کا حکم نہیں کیا جائے گا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک کنویں میں ایک ناپاک چپل گر گئی، تقریباً بیس دن بعد چھوٹے لڑکوں نے اقرار کیا کہ چپل ہم نے گرائی تھی، اب اس کنویں کے پانی کا کیا حکم ہوگا؟ اور اس سے جو اشیاء دھوئی گئی ہیں اور نمازیں وغیرہ پڑھی گئی ہیں، اس کا کیا حکم ہوگا؟ اعادہ لازمی ہے یا نہیں، اور کتنے دنوں کا اعادہ کرنا ہوگا؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی: احسان اللہ ہزاروی متعلم دار العلوم حقانیہ۔ ۱۸/دسمبر ۱۹۷۲ء)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

چونکہ نابالغوں کا اخبار نا منظور ہوتا ہے لہذا یہ پانی وقت علم (مشاہدہ) سے ناپاک ہوگا۔(۲)

---

(۱) "مشی فی حمام و نحوہ، لاینجس مالم یعلم أنه غسالة نجس". (الدر المختار: ۳۵۰/۱، فصل فی الاستنجاء، سعید)

(۲) قال العلامة الحصکفی: (ومذ ثلاثة أيام) بلياليها (إن انتفخ أو تفسخ) استحساناً، وقالا: من وقت العلم فلا يلزمهم شیء قبله، قیل: وبه یفتیٰ. (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ص ۱۶۱ جلد ۱، مطلب مهم فی تعریف الاستحسان)

کمافی أحکام الصغار: الصبی أو المعتوہ إذا أخبر بنجاسة الماء لاتثبت النجاسة بقولہ لأنہ لقلة عقلہ قدیکذب فلایترجح صدقہ علیٰ کذبہ. (ھامش جامع الفصولین: ص۱۴۳ جلد۱)(۱) وھوالموفق

(فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم: ۱۱۳)

جس چیز کی نجاست معلوم نہ ہو اس کا پانی میں گرنا پانی کو ناپاک نہیں کرتا:

سوال: یہاں چاہات میں آج کل ایک سرخ رنگ کی دوا ٹالی جارہی ہے جس سے تمام چاہ کا پانی نہایت سرخ رنگ کا ہوجاتا ہے اور وہی سرخ پانی وضو، نہانے، کھانے، پینے غرضیکہ ہر استعمال میں آتا ہے اور اس دوا کی ماہیت سے یہاں بجز ڈاکٹروں کے اور کوئی واقف نہیں ہے جس کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں علاوہ رنگین ہونے کے کوئی ناجائز شئے تو ایسی نہیں ہے جس کا استعمال شرعاً ممنوع ہو لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ براہ عنایت اس امر سے مطلع فرمایا جاؤں کہ آیا اس پانی کے استعمال میں کوئی شرعاً حرج تو نہیں ہے؟

الجواب

جب اس دوا میں کسی نجس چیز کا ہونا معلوم اور ثابت نہیں تو بقاعدہ "الأصل فی الأشیاء الطھارة". (۲) اس کو طاہر سمجھنا چاہئے، اس لئے اس پانی کا استعمال جائز ہوگا۔

۱۳/رمضان/۳۱ھ۔ حوادث صفحہ: ۱۱۹۔ (امدادالفتاویٰ جدید: ۱/۵۹-۶۰)

عموم بلویٰ پر فتویٰ اور اس کی حد:

سوال: عموم بلویٰ کی وجہ سے "الماء طھور لا ینجسه شیء" پر فتویٰ دینا جائز ہے یا نہیں؟
عموم بلویٰ کی حد کیا ہے؟

الجواب

عموم بلویٰ ابتلائے عام کو کہتے ہیں کہ اس سے احتراز دشوار ہو اور اس میں عام لوگوں کو تنگی وحرج واقع ہو اور یہ بھی قاعدہ فقہیہ ہے:

---

(۱) وفی الھندیة: ولوکان المخبر بنجاسة الماء صبیاً أومعتوھاً یعقلان مایقولان فالأصح أن خبرھما فی ھذا کخبر الذمی(أی لایقبل)لأنہ لیس لھما ولایة الإلزام ھکذا فی فتاویٰ قاضی خان.(فتاویٰ عالمگیریة : ص ۳۰۹ جلد۵، الباب الأول فی العمل بخبرالواحد)

(۲) الأشباہ والنظائر، القاعدة الثالثة: ۱/۱۸۸، انیس

"اليقين لا يزول بالشک". (۱)

اس لئے مجرد احتمال ووہم سے اور شک کی صورت میں نجاست ماء کا حکم نہ کیا جاویگا اور عموم بلویٰ کی وجہ سے "الماء طهور لاينجسه شيء". (۲) کو معمول بہ بنانا جائز ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱۸۳/۱)

مٹکے میں چھپکلی گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے:

سوال: سقاوۂ مسجد میں چھپکلی گر کر مر گئی اس سے نمازی وضو وغسل کرتے رہے جب پانی میں بد بو پیدا ہوئی تو یہ معاملہ ظاہر ہوا، تو سقاوہ نجس ہے یا نہیں اور مصلیوں نے جو اس درمیان میں نماز پڑھی وہ کافی ہے یا اعادہ کیا جائے؟

الجواب

چھپکلی اگر چھوٹی ہے کہ اس میں خون بہنے والا نہیں ہے جیسا کہ عموماً گھروں میں ہوتی ہیں تو اس کے پانی میں مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا لہذا اعادہ وضو ونماز وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱۸۲/۱، ۱۸۳)

چھپکلی گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا:

سوال: عام چھپکلی پانی میں گر گئی اور پھر نکال دی گئی۔ وہ پانی پاک ہے یا ناپاک۔ اس پانی سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

یہ پانی پاک ہے۔ اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔

وموت ماليس له نفس سائلة فى الماء لا ينجسه، اهـ. (الهداية: ۳۷/۱) فقط والله أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس، ملتان، ۸/۱۱/۱۳۹۹ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۱۵۱/۲)

جس پانی میں مکڑا مر جائے اس کا حکم:

سوال: پانی میں مکڑا یا ایسا جاندار جس میں خون نہ ہو گر کر مر جائے تو کیا پانی ناپاک ہو جائے گا؟

---

(۱) الأشباه والنظائر مع شرح حموى: ۷۵۔ ظفیر

(۲) مشکوٰة، باب المياه: ۵۱۔ ظفیر

(۳) وموت ما ليس له دم سائل لا ينجس الماء ولا غيره إذاوقع فيه فمات أومات ثم وقع فيه. (غنية المستملى: ۱۶۴) وكالحية البرية والوزغة لو كبيرة لهادم سائل. (رد المحتار باب المياه: ۱۷۱/۱، ظفیر)

الجواب ـــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر پانی میں مکڑا مر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۳۰/۲/۱۳۷۶ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴۹/۲)

گوریا (چڑیا) کی بیٹ پانی میں گر جائے:

سوال: اگر پانی کی بالٹی میں چند گوریا کی بیٹ پڑ جائے تو کیا سارا پانی ناپاک ہو جائے گا اور استنجے کے لائق بھی نہیں رہے گا؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نظام، اپریل ۱۹۵۶ء (فتاویٰ محمودیہ: ۱۵۶/۵)

جس پانی میں مچھلی سڑ جائے اس کا حکم:

سوال: ایک مچھلی کنواں میں مر کر سڑ گئی، اس کنواں سے کتنا پانی نکالا جائے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر مچھلی کے اجزا منتشر نہ ہوئے ہوں تو اس پانی کا پینا اور اس سے وضو، غسل وغیرہ کرنا بغیر پانی نکالے بھی جائز ہے۔ البتہ اگر اجزا منتشر ہو گئے ہوں تو بغیر اجزا کو نکالے پانی کا پینا جائز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے:

(ویجوز) رفع الحدث (بماذکر وإن مات فیه) أی الماء ولو قلیلاً (غیر دموی)... (کسمک و سرطان)... فلو تفتت فیه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه لحرمة لحمه. (۱۲۳/۱، ۱۲۴) (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ سہیل احمد قاسمی۔ ۷/۹/۱۴۰۶ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۹۳/۲)

---

(۱) اسی طرح ایسے جانور کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا جس میں دم مسفوح (بہنے والا خون) نہ ہو۔ مجاہد

(ویجوز) رفع الحدث (بماذکر وإن مات فیه) أی الماء ولو قلیلاً (غیر دموی کزنبور) وعقرب وبق: أی بعوث. (الدر المختار علی صدر رد المحتار، باب المیاه: ۳۲۹/۱، مطبوعة دار الکتب العلمیة، بیروت)

(۲) **لا ببعرتی إبل وغنم وخرء حمام وعصفور: أی لا یجب النزع بوقوع هذه الأشیاء فیها... وأما خرء الحمام والعصفور، فلیس بنجس لعدم الاستحالة إلی الفساد ولإجماع المسلمین علی اقتناء الحمامات فی المساجد. (تبیین الحقائق: ۱/ ۹۵، الطهارة، دار الکتب العلمیة، بیروت. وکذا فی بدائع الصنائع: ۳۶۶/۱، الطهارة، دار الکتب العلمیة، بیروت. وکذا فی الدر المختار مع رد المحتار: ۲۲۰/۱، فصل فی البئر، سعید)**

(۳) مچھلی کے پانی میں مر جانے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اس لیے کہ اس میں بہنے والا خون نہیں، البتہ اگر پھول پھٹ جائے تو اس کا کھانا حرام ہے، لہٰذا جس پانی میں اس کے اجزا مل گئے ہیں اس کا پینا درست نہیں ہوگا۔ مجاہد

گوبر لگے ہوئے مَشک کا پانی پاک ہے یا ناپاک:

سوال: جب حمام میں سقے پانی ڈالتے ہیں تو مَشک پر جو گوبر، گارہ لگا ہوتا ہے وہ حمام میں جاتا ہے، ہم نے خود دیکھا ہے، تو یہ پانی نجس ہے یا نہیں، اس سے وضو وغسل درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر کسی وقت دیکھ لیا جاوے کہ نجاست حمام کے پانی میں ہے تو اس پانی سے وضو وغسل نہ کرنا چاہیئے، ہمیشہ ایسا وہم نہ کیا جاوے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۸۳)

بیت الخلا میں رہنے والا جانور، پانی میں مرا ہوا ملے تو کیا حکم ہے:

سوال: ٹنکی میں گاہے سنڈاسیا (ایک قسم کا جانور جو عموماً بیت الخلاء میں ہوتا ہے لال رنگ ہوتا ہے) مرا ہوا ملتا ہے تو اس کی وجہ سے پانی ناپاک ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اس جانور (سنڈاسیا) میں چونکہ دم مسفوح نہیں ہے لہذا اس کے مرنے کی وجہ سے پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا، البتہ اگر اس کے بدن پر نجاست لگی ہو اور اس حالت میں وہ پانی میں پایا گیا تو وہ پانی ناپاک ہوجائے گا۔

مراقی الفلاح میں ہے:

(ولا)ینجس الماء ولاالمائعات علی الأصح(بموت ما)بمعنی حیوان(لا دم له)سواء البری والبحری (فیه)أی الماء،أوالمائع...الخ. (مراقی الفلاح مع طحطاوی:۲۳،فصل فی مسائل الآبار) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ:۷/۱۴۷-۱۴۸)

بورنگ کے لئے گندہ پانی استعمال کرنا:

سوال: ایک سرکاری ہینڈ پائپ کی بورنگ گندے نالے (بہتے ہوئے پانی) کے پانی سے کرائی گئی، اس میں پانی کا استعمال مٹی کو نم کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

---

(۱) لو أدخل الصبی یده فی الإناء إن علم أنها طاهرة بأن کان معه من یراقبه جاز التوضی بذالک الماء وإن علم أن فیها نجاسة لم یجز وإن حصل الشک لا یتوضأ به استحساناً الخ ولو توضأ به جاز لأنه لا یتنجس بالشک.(غنیة المستملی:ص۱۰۱،ظفیر)

کیا ایسے ہینڈ پائپ جواب بالکل صاف شفاف پانی دے رہا ہے۔ اس کا پانی پینے اور نہانے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں؟

(۲) کیا گندے پانی سے بنا ہوا رہائشی مکان پاک سمجھا جائے گا، اس میں نماز وقرآن خوانی کی جاسکتی ہے۔

هو المصوب

۱۔ بورنگ کی صفائی کے بعد پائپ کا پانی استعمال کر سکتے ہیں۔(۱)

۲۔ مذکورہ مکان پاک ہے۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۱۷۲)

دستی نلکے کی تطہیر:

سوال: زمین سے پانی کھینچنے والے ہینڈ پمپ میں نجاست گر جائے تو اس کو کیسے پاک کیا جائے؟ کیا تھوڑا سا پانی کھینچ دینے سے یہ ماء جاری کے حکم میں ہو کر پاک ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــ باسم ملهم الصواب

دستی نلکے سے پانی کھینچنے سے یہ پانی ماء جاری کے حکم میں نہیں ہوگا، اس لئے کہ نلکے کی جڑ میں جو پانی آرہا ہے وہ زمین کے مسامات سے رس کر آرہا ہے اور یہ شرعاً دخول کے حکم میں نہیں، چنانچہ اسی فرق کی بنا پر انجکشن کو مفسد صوم نہیں قرار دیا گیا، اسی طرح کنویں میں زمین کے مسامات سے پانی داخل ہوتا رہتا ہے اس کے باوجود کنویں سے چند ڈول نکالنے سے یا مشین کے ذریعہ کچھ پانی کھینچنے سے بالاتفاق کنواں پاک نہیں ہوتا، اسی طرح دستی نلکے کی تطہیر کے لئے تھوڑا سا پانی کھینچ لینا کافی نہیں۔

بعض حضرات نے دستی نلکے کو کنویں کے حکم میں قرار دیکر یہ فرمایا ہے کہ نلکے کے اندر کا پورا پانی نکال دینے سے نلکا پاک ہو جائے گا۔

مگر نلکے کو کنویں پر قیاس کرنے میں یہ اشکال ہے کہ کنویں کا پانی زمین کے مسامات سے نکل کر اپنے طبعی جریان

---

(۱) قال الحصکفیؒ: ”(و) یجوز (بجارٍ وقعت فیه نجاسة، و) الجاری (هوما یعد جاریاً) عرفاً......(إن لم یر) أی یعلم (أثره) فلو فیه جیفة أوبال فیه رجال فتوضأ اٰخرمن أسفله جاز مالم یر فی الجریة أثره (وهو) إما (طعم أولون أوریح)“. (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، باب المیاه: ج ۱ ص ۱۸۷، انیس)

تک محدود رہتا ہے اور نلکے کے پانی کو کھینچ کر سطح زمین سے بھی اوپر لے آتے ہیں، اس لحاظ سے نلکا برتن کے حکم میں معلوم ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں کنویں کے تلے اور دیواروں کی تطہیر متعذر ہے اور نلکے کی تطہیر متعذر تو کجا متعسر بھی نہیں، اس لئے دستی نلکے کی تطہیر کا طریقہ یہ ہے کہ جتنا پانی اس کے اندر ہے، وہ نکالنے کے بعد مزید اتنا پانی نکالا جائے، جس سے پورا پائپ تین بار دھل سکتا ہو، پائپ کے اندر پانی کی مقدار معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ مربع ۱/۲، قطر پائپ، عمق، اس طرح پانی کا حجم معلوم کر کے اس پیمائش کے مطابق پانی نکال دیا جائے، اگر پانی کی گہرائی معلوم نہ ہو سکے، تو ظن غالب پر عمل کیا جائے۔

سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ نلکے کے اوپر سے اتنا پانی ڈالا جائے کہ پائپ بھر کر اوپر سے پانی بہنے لگے، اس صورت میں یہ پانی جاری ہو جانے کی وجہ سے پاک ہو جائے گا۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: إن دلواً تنجس فأفرغ فيه رجل ماءً حتى امتلأ وسال من جوانبه هل يطهر بمجرد ذالک أم لا؟ والذی يظهر لی الطهارة، أخذاً مما ذكرناه هنا ومما مر من أنه لا يشترط أن يكون الجريان بمدد (وقال فی المنهية): أقول: رأيت بعد كتابتی لهذا المحل فی حاشية الأشباه والنظائر فی آخر الفن الأول للعلامة الكفيری التی تلقاها عن شيخنا الشيخ إسمٰعيل الحائک مفتی دمشق، ما نصه: مسألة: إذا كان فی الكوزماء متنجس فصب عليه ماء طاهر حتی جری الماء من الأنبوب بحيث يعد جريانا ولم يتغير الماء فإنه يحكم بطهارته الخ منه. (ردالمحتار: ج۱/۱۸۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸/ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۵۰-۵۱)

ناپاک ہنڈ پمپ کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: اگر ہنڈ پمپ ناپاک ہو جائے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

ہنڈ پمپ کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو چلایا جائے اور اتنا پانی بہا دیا جائے، جس سے پمپ تین بار دھو سکیں، ہنڈ پمپ کے پانی کی مقدار ظن غالب سے معلوم کیا جا سکتا ہے، البتہ بعض کتب میں جو طریقہ پانی کو جاری بنانے کا مذکور ہے کہ اوپر سے اتنا پانی ڈالا جائے کہ پائپ بھر کر اوپر سے پانی بہنے لگے، اس سے پانی جاری ہو جانے کی

وجہ سے پاک ہو جائے گا، یہ محل نظر ہے اور اسے جریان کہنا مشکل ہے اس لیے کہ جریان ایک طرف سے ڈال کر دوسری جانب نکلنے کو کہتے ہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

’’وبقی شیء آخر سئلت عنه،وهو أن دلواً تنجس فأفرغ فيه رجل ماءً حتى امتلأ وسال من جوانبه،هل يطهر بمجرد ذلک أم لا؟والذی يظهر لی الطهارة، أخذاً مماذكرناه هنا ومما مر أنه لايشترط أن يكون الجريان بمدد.(ردالمحتار: ۱/۱۹۶) واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم زکریا جلد اول:۵۹۹۔۶۰۰)

×××